سقوطِ ڈھاکہ
عیاری و غداری کی شرمناک داستاں
سید زید زمان حامد

سقوطِ ڈھاکہ

عیاری و غداری کی شرمناک داستاں

سید زید زمان حامد

نام تصنیف : سقوط ڈھاکہ: عیاری و غداری کی شرمناک داستان

مصنف : سید زید زمان حامد

ناشر : براس ٹیکس، راولپنڈی

تقلیب حروف : براس ٹیکس ٹیم

مجلس ادارات : سمیع اللہ بخاری، شمائلہ مہدی

کتاب و آرائش : وقار صدیقی

مطبع : سہل پرنٹرز، راولپنڈی **0333-5255265**

تاریخ اشاعت : فروری، ۲۰۲۰ء

قیمت : ایک ہزار روپے

راولپنڈی، پاکستان

www.zaidhamid.pk

syedzaidzamanhamid@gmail.com

سیدی و مرشدی رسول اللہ ﷺ

کی خدمت اقدس میں

ہدیہء عشق و ادب
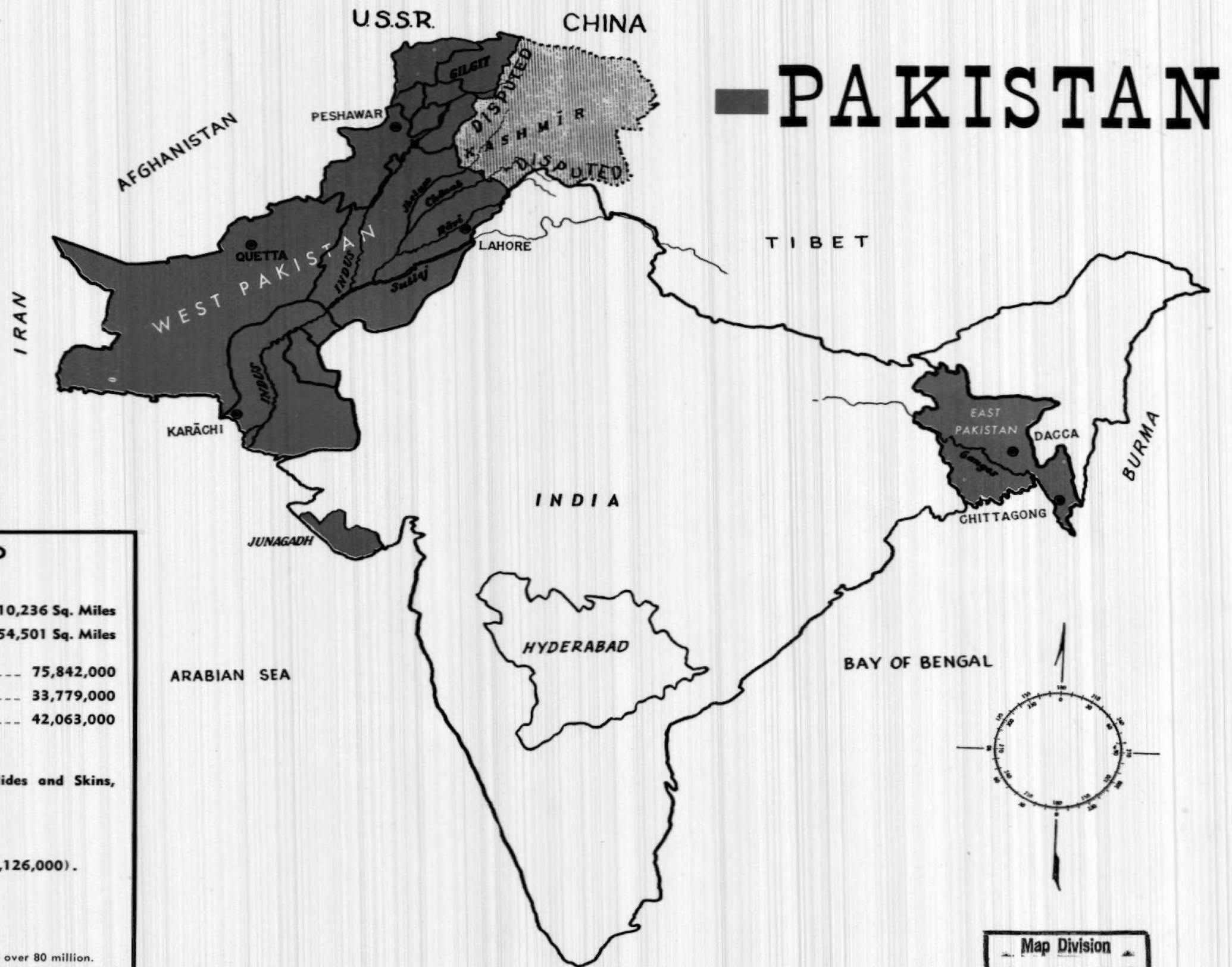
1960ء: امریکی کانگریس لائبریری کی طرف سے جاری کردہ برصغیر پاک وہند کا نقشہ

پیش لفظ

سقوط ڈھاکہ ہماری تاریخ کا ایک المناک اور عبرتناک باب ہے۔ غیروں اور دشمنوں کی مکاری اور سازشوں سے تو ہمیں کوئی شکایت نہیں کہ ان کا تو قیام پاکستان سے ہی یہی کردار رہا ہے، مگر دکھ تو اپنوں کی غداری اور حماقتوں کا ہے کہ جس کے سبب پاک سرزمین کو اس قدر گہرا زخم برداشت کرنا پڑا کہ اندرا گاندھی جیسی مشرکہ دشمن بھی اپنے تکبر میں بول اٹھی کہ ''آج ہم نے مسلمانوں کے ہزار سالہ دورِ حکمرانی میں اپنی غلامی کا بدلہ لے لیا ہے''۔

سقوط ڈھاکہ کا دکھ تو اپنی جگہ، مزید تکلیف دہ امر یہ ہے کہ سانحہ کے تقریباً نصف صدی کے بعد بھی ہم بحیثیت ریاست اور قوم نہ تو اس سانحے سے کوئی سبق سیکھ سکے اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی قومی بیانیہ ترتیب دے سکے۔

پچھلے پچاس برس سے ایک شرمناک پراپیگنڈہ دشمن کی جانب سے کیا جاتا رہا ہے کہ جسے ہماری صفوں میں موجود غدار اور جاہل دونوں ہی بغیر سوچے سمجھے آنے والی نسلوں کے ذہنوں میں زہر کی طرح گھولتے رہے ہیں۔ نہ تو ریاست پاکستان نے، نہ حکومتوں نے، نہ ذرائع ابلاغ نے اور نہ ہی دانشوروں نے تاریخ و دلیل کی بنیاد پر دشمنوں کے ناپاک پراپیگنڈے کا جواب دیا۔ حیرانی اور افسوس کی بات تو یہ ہے کہ خود پاک فوج نے بھی سرکاری طور پر مشرقی پاکستان کی تاریخ اور حقائق پر کوئی مستند بیانیہ قائم نہیں کیا۔ دو نسلیں گزر گئیں اور ابھی تک جھوٹ، افواہ، پراپیگنڈہ اور خرافات پر مبنی بیانیہ نسل در نسل آگے منتقل ہوتا جا رہا ہے۔

سقوط ڈھاکہ کے بعد مشرقی پاکستان میں، حکومت پاکستان اور پاک فوج کے تمام ریکارڈ اور کاغذات دشمن کے قبضے میں چلے گئے تھے۔ آنے والے وقتوں میں جب پاکستان نے کوئی اپنا مرکزی بیانیہ پیش نہیں کیا تو پھر دنیا نے وہی بیانیہ قبول کیا کہ جو جنگ میں کامیابی حاصل کرنے والے مکار دشمن نے بیان کیا۔

مشرقی پاکستان کے حوالے سے بھارت کا سب سے ناپاک پراپیگنڈہ کہ جو آج تک جاری ہے، وہ یہ ہے کہ:

☆ 92 ہزار پاکستانی فوجیوں نے ہتھیار ڈالے۔

☆ پاک فوج نے 30 لاکھ بنگالیوں کا قتل عام کیا۔

☆ پاک فوج نے دس لاکھ بنگالی عورتوں کی عصمت دری کی۔

☆ مغربی پاکستان کی طرف سے مشرقی پاکستان کی حق تلفی اور استحصال کیا گیا۔

یہ وہ تاریخی خرافات ہیں کہ جنہیں نسل در نسل خود پاکستانی قوم میں ایک منظم سازش کے تحت پھیلایا جاتا رہا ہے کہ جس کا مقصد قوم میں احساس ذلت و رسوائی کو بڑھانا اور پاک فوج کی تذلیل کرنا تھا۔ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ آج تک سرکاری طور پر پاکستان کی جانب سے اس جھوٹے بھارتی بیانیے کو رد کر کے تاریخ کو از سرِ نو بیان ہی نہیں کیا گیا۔ کیوں حکومتیں اور فوج اس جھوٹے بیانیے پر خاموش رہے، اس کا جواب تو انہی کو دینا ہے، مگر ہم اس کتاب میں اس جھوٹے پراپیگنڈے کو تاریخی حقائق و شواہد کے ذریعے ضرور رد کریں گے اور انہی تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں سقوط ڈھاکہ کی حقیقی تاریخ کو از سرِ نو بیان کیا جائے گا۔

وہ کیا عوامل تھے کہ جن کی بناء پر ہمیں یہ صدمہ برداشت کرنا پڑا، وہ کون سے لوگ تھے کہ جو اس مکروہ سازش کے مرکزی کردار تھے، ان کا کیا عبرتناک انجام ہوا، مشرقی پاکستان میں پاک فوج کی حقیقی تعداد کیا تھی، کیا یہ شکست عسکری تھی یا سیاسی، بنگلہ دیش میں ہونیوالے قتل عام کی حقیقت کیا ہے، مکتی باہنی جیسی دہشت گرد تنظیم کس کی بنائی ہوئی تھی، مشرقی پاکستان کو توڑنے کی سازش کب سے ہو رہی تھی، پاکستانی سیاسی جماعتوں کا سقوط ڈھاکہ میں کیا ناپاک کردار تھا، ایوب خان اور پاک فوج کی جانب سے کیا کوتاہیاں ہوئیں۔۔۔ اور پھر چاروں طرف سے دشمن کے نرغے میں گھری ہوئی مختصر سی پاک فوج نے شجاعت و دلیری کی کیسی شاندار داستانیں رقم کیں، وہ سب کچھ اب ہم بیان کریں گے۔

یہ سب اب لکھنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ایک جانب تو ہم تاریخ سے سبق سیکھ کر یہ تہیہ کر لیں کہ ان شاء اللہ، آئندہ کبھی دوبارہ کوئی اور ''سقوط ڈھاکہ'' نہیں ہونے دینگے۔۔۔ اور دوسری جانب پاک فوج اور پاکستانی قوم میں اس غیرت مندانہ جذبۂ انتقام کو بھی بھڑکانا ہے کہ جس کے تحت ہمیں ان تمام مظالم اور زخموں کا قرض ابھی چکانا باقی ہے کہ جو ہمارے اندر کے غداروں اور خارجی دشمنوں کے ذریعے ہمیں لگے ہیں۔ نہ ہم وہ زخم بھولے ہیں، نہ ہم نے معاف کیے ہیں اور ان کا انتقام لیا جائے گا۔ آج جو مظالم کشمیر میں اور بھارت کے اندر مسلمانوں پر توڑے جا رہے ہیں، وہ بھی ہمیں یاد دہانی کرا رہے ہیں کہ جب تک کہ اس موذی مشرک دشمن کا سر قلم نہیں کیا جائے گا، یہ برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کی زندگیوں کو عذاب بنا کر رکھے گا۔ جو قومیں اپنی تاریخ بھلا بیٹھتی ہیں، تقدیر پھر ان کا جغرافیہ بہت جلد تبدیل کر دیتی ہے۔

اللہ پاکستان کا حامی و ناصر ہو، اب کسی حال میں اس سبز ہلالی پرچم کو رسوا نہیں ہونے دیا جائے گا۔۔۔ دشمن اور غدار سب سن لیں۔۔۔!!!

سید زید زمان حامد

16 دسمبر 2019ء (سقوط ڈھاکہ کی 48 ویں برسی)

راولپنڈی، پاکستان

90 ہزار۔۔۔؟؟؟

دشمن کی جانب سے جس پراپیگنڈے کو سب سے زیادہ ہوا دی جاتی ہے، وہ مشرقی پاکستان میں پاک فوج کی تعداد کے حوالے سے ہے۔ پچھلے پچاس سال سے ہماری نسلوں کو بتایا جاتا رہا ہے کہ مشرقی پاکستان میں 92 ہزار پاکستانی فوج نے نہایت شرمناک انداز میں ہتھیار ڈالے۔اسی سے بات شروع کرتے ہیں۔

مشرقی پاکستان میں پاک فوج کی صرف ایک کور تھی۔ عام حالات میں ایک کور میں تقریباً50 ہزار کے قریب فوج ہوتی ہے اور اس میں ٹینکوں اور توپخانے کے دستے بھی شامل ہوتے ہیں، مگر مشرقی پاکستان میں ٹینکوں اور توپخانے کے دستوں کی غیر موجودگی کی وجہ سے یہ ایک کور بھی مکمل نہ تھی۔ اس کے علاوہ مشرقی کور میں موجود کئی بنگالی رجمنٹس نے بغاوت بھی کر دی تھی اور بھارتی فوج اور مکتی باہنی کے ساتھ ملکر پاک فوج کے خلاف ہی ہتھیار اٹھا لیے تھے۔

مارچ 1971ء کے آغاز میں تقریباً27 ہزار فوج مشرقی پاکستان میں تعینات تھی کہ جس میں سے 18 ہزار بنگالی رجمنٹس کے سپاہی تھے۔ پاک فوج کی بنگالی یونٹس کی بغاوت کے بعد 15 مارچ تک پورے مشرقی پاکستان میں صرف 9 ہزار وہ فوج تھی کہ جس کا تعلق مغربی پاکستان سے تھا۔ بعد میں دو ڈویژن، یعنی تقریباً23 ہزار پیادہ فوج صرف اپنی رائفلوں کے ساتھ پی آئی اے کے جہازوں میں مشرقی پاکستان بھیجی گئی اور انہوں نے اپنا تمام توپ خانہ اور بھاری ہتھیار مغربی پاکستان میں ہی چھوڑ دیئے تھے۔ 8 ماہ کی جنگ میں اس میں سے بھی کوئی 5 ہزار کے قریب شہید یا زخمی ہو گئے۔ لہذا کسی صورت میں بھی پاک فوج کی تعداد 35-30 ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اگر ان کے خاندانوں، عورتوں اور بچوں اور حکومت پاکستان کے دیگر سویلین ملازمین کو بھی شامل کر لیا جائے تو کل ملا کر قیدیوں کی تعداد 45-40 ہزار کے درمیان ہی بنتی تھی۔

اگر پاکستان میں جمہوریت جاری رہتی تو اسلام آباد کو اس سانحے سے گزرنا ہی نہ پڑتا کہ جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں **40** ہزار فوجیوں کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔

کرشن چندر پنت
سابق بھارتی وزیر دفاع

مارچ **1971**ء میں مشرقی پاکستان میں موجود مغربی سپاہیوں کی کل تعداد **12** ہزار تھی۔ نازک صورتحال سے نمٹنے کیلئے مزید دستے لائے گئے۔ **71**ء میں کمانڈر ایسٹرن کمانڈ لیفٹیننٹ جنرل اے کے نیازی کے مطابق ان کے پاس فوج کے مجموعی طور پر **34** ہزار افسر اور سپاہی تھے۔ باقی پولیس، سول آفیسر، سٹاف اور بچے ہی رہ جاتے ہیں۔ ان کو ملا کر تحویل میں لیے جانے والوں کی تعداد تقریباً درست ہوسکتی ہے۔ تاہم یہ کہنا کہ **93** ہزار فوجیوں کو قیدی بنایا گیا، سراسر غلط ہے۔"

شرمیلا بوس
بنگالی، ہندو صحافی و تجزیہ نگار

1971ء میں ڈھاکہ میں **35** ہزار پاکستانی فوجیوں کا **2** لاکھ بھارتی فوجیوں اور ان کے تربیت یافتہ ایک لاکھ سے زائد بنگالیوں کے خلاف لڑنا، یقینی طور پر ناممکن تھا۔

چارلس ولسن
رکن امریکی کانگریس

پاکستان ٹھوس اور مضبوط خوبیوں کا حامل ملک ہے۔ پاکستانی قوم متحرک اور باحوصلہ ہے۔ ہمیں **1971**ء کے واقعات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ **35** ہزار پاکستانیوں کیلئے ایک مشکل علاقے میں عددی لحاظ سے بہت بڑی بھارتی فوج اور بھارت سے تربیت یافتہ بنگالی مکتی باہنی سے لڑنا، یقینی طور پر ناممکن تھا۔

اسٹیفن سولارز
رکن امریکی کانگریس

اب سوال یہ ہے کہ بھارت کی جانب سے ''90 ہزار'' قیدیوں کا پراپیگنڈہ تو سمجھ میں آتا ہے، مگر اس وقت کی حکومت کیوں اس جھوٹ کو لیکر آگے پھیلاتی رہی۔ اس کے پیچھے کیا مقاصد کارفرما تھے؟ یہ پراپیگنڈہ کس کے مفاد میں تھا؟ اس جھوٹ کا فائدہ کس کس کو ہوا؟ ان سوالوں کا جواب آگے دیا جائے گا۔

دوسری جانب جس پراپیگنڈے کو بہت ہوا دی جاتی ہے وہ یہ کہ بنگلہ دیش میں پاک فوج کی جانب سے 30 لاکھ لوگوں کا قتل عام ہوا اور لاکھوں بنگالی عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔

بنگلہ دیش میں پاک فوج کے ہاتھوں 30 لاکھ لوگوں کا قتل عام ایک مکمل طور پر من گھڑت، بے بنیاد اور انتہائی غیر یقینی و غیر فطری عدد ہے۔ دنیا کی کسی بھی فوج کیلئے، اتنی قلیل تعداد کے ساتھ، اتنے کم عرصے میں اتنے زیادہ افراد کو موت کے گھاٹ اتارنا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ اس عدد کے حساب سے پاک فوج نے ایک دن میں تقریباً 12 ہزار لوگوں کو مارا، جو کہ کسی بھی اعتبار سے ممکن ہی نہیں ہے۔ اس پراپیگنڈے کا کوئی سر پیر سرے سے ہے ہی نہیں۔ دراصل یہ پراپیگنڈہ بھی سقوط ڈھاکہ کے بعد مجیب اور اس کی جماعت نے پھیلایا تا کہ مشرقی پاکستان کے عوام میں پاک فوج کے حوالے سے نفرت کو مزید بھڑکایا جائے اور اسے بنگلہ دیش کی علیحدگی کے جواز کے طور پر پیش کیا جاسکے۔ مجیب چونکہ نوزائدہ بنگلہ دیش کا ''بابائے قوم'' تھا، لہذا اس کی جانب سے پیش کیے گئے کسی بھی بیانیے کو قبول کرنا ہی بنگالی عوام کی مجبوری تھی، اور اس بیانیے کا رد یا اس پر سوال اٹھانا ہی ملک سے ''غداری'' کے مترادف تھا۔

کوئی بھی عسکری تجزیہ کار، دانشور، مستند صحافی یا تاریخ دان جو پاک فوج کی عسکری تاریخ و روایات سے واقف ہے، اچھی طرح جانتا ہے کہ پاک فوج عورتوں اور بچوں کا قتل عام اور بے حرمتی کرنے والی فوج ہی نہیں ہے۔ نہ یہ اس کا مزاج ہے، نہ اس کی تربیت اور نہ ہی اس میں موجود افسروں اور جوانوں کا دین اور اخلاق ان کو انسانیت کے قتل عام کی اجازت دیتا ہے۔ جدید دور کی تاریخ میں جو ظلم و ستم پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں دنیا کی تمام عالمی طاقتوں نے برپا کیے ہیں، اس کی کوئی ایک مثال بھی پاک فوج کے حوالے سے نہیں دی جاسکتی۔ یہ ممکن ہے کہ مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی کے ہاتھوں پاکستانیوں کے سفاکانہ قتل عام کو دیکھ کر انفرادی طور پر کسی افسر یا جوان نے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہو، یہ انفرادی فعل تو ہوسکتا ہے، مگر بحیثیت ایک فوج کے ہمارے افسروں اور جوانوں نے انتہائی نامساعد اور مشکل ترین حالات کے باوجود کبھی بھی انسانیت نہیں بھولی۔ ان پر 30 لاکھ بنگالی مسلمانوں کے قتل کا الزام نہ صرف تاریخ کا قتل ہے بلکہ اخلاقی طور پر بھی انتہائی فحش بہتان۔

آیئے اس سفاک پراپیگنڈے کے حوالے سے چند غیر جانبدار مبصرین کی رائے جانتے ہیں۔

بھارتی نژاد ہندو بنگالی دانشور شرمیلا بوس اس حوالے سے کہتی ہیں:

''تیس لاکھ کا عدد ایک بہت بڑی افواہ کے سوا کچھ نہیں۔ جب تک قابل اعتماد تعداد کے حوالے سے معلوم نہیں ہوجاتا، دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کو اسے بار بار دہرانا ترک کردینا چاہیے۔''

عصمت دری کے واقعات سے متعلق شرمیلا بوس کہتی ہیں:

''1971ء کی جنگ میں جنسی تشدد کے مسئلے کو سیاسی محاذ پر تو بہت اچھالا گیا، لیکن اس پر قابل اعتماد مواد بہت کم دستیاب ہے۔ 1971ء کے دوران جنسی تشدد کے بارے میں صرف چند شہادتیں ملی ہیں جن کو بار بار تبصروں میں دہرایا جاتا ہے۔ ان واقعات پر چیخ و پکار کا مقصد صرف ''دشمن''، یعنی پاکستان کو بدنام کرنا تھا''۔

BANGLADESH

victim of black propaganda intrigue and Indian hegemony

Mohammad Tajammul Hussain

بنگالی صحافی تجمل حسین اس حوالے سے کہتے ہیں:

''دی مارننگ سن (ڈھاکہ) کے ایڈیٹر انوار الحق بوبی نے اپنے انگریزی جریدہ میں شائع ایک مضمون میں شیخ مجیب کے دیئے گئے 30 لاکھ کے عدد پر سوال اٹھایا۔ انہوں نے آسان حسابی قاعدے سے ثابت کیا کہ اگر 9 ماہ میں پاکستانی فوج کے ہاتھوں 30 لاکھ افراد مارے جاتے ہیں تو اس حساب سے 25 مارچ سے 16 دسمبر 1971ء تک 267 دن بنتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر روز 11,236 لوگوں کو قتل کیا گیا۔ اتنی زیادہ تعداد میں ایک دن میں لوگوں کا قتل اور پھر ان کی لاشوں کو ٹھکانے لگانا ممکن ہی نہیں''۔

معروف سفارتکار قطب الدین عزیز اس بارے میں کہتے ہیں:

"یہ بات ناقابل یقین ہے کہ مشرقی پاکستان میں پورے 9 ماہ کی خانہ جنگی کے دوران، پاکستان آرمی جو بمشکل 3 ڈویژن تھی، اور 18 سو میل لمبی بھارتی سرحد پر پھیلی ہوئی تھی، کو ماسوائے اس کے کوئی کام نہ تھا کہ ہر روز 13 ہزار افراد کے قتل کے گھناؤنے دھندے میں مصروف رہتی۔"

معروف بھارتی مصنف خشونت سنگھ اس حوالے سے کہتے ہیں:

"پنجابی سپاہی، خواہ بھارتی آرمی کا ہو یا پاکستان آرمی کا، ان کا مزاج ایک جیسا ہوتا ہے۔ دونوں بنیادی انسانی اقدار پر یقین رکھتے ہیں۔ میرے لیے یہ یقین کرنا بہت مشکل ہے کہ پاکستان آرمی نے 1971ء میں مشرقی پاکستان میں تیس لاکھ بنگالیوں کو قتل کیا اور دو لاکھ عورتوں کی آبروریزی کی۔ ایسے سنگین الزامات لگانے کا سلسلہ اب بند ہونا چاہیے"۔

رکن امریکی کانگریس چارلس ولن اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

"مشرقی پاکستان میں 1971ء میں تعینات 40 ہزار یا اس سے کم پاکستانی فوجیوں نے تیس لاکھ بنگالیوں کا قتل عام کیا اور دو لاکھ خواتین کی عصمت دری کی، ایک ایسا سنگین الزام ہے کہ جس کو عقل تسلیم کرنے سے انکاری ہے"۔

درحقیقت یہ تمام اعداد و شمار پاکستان کے بدترین دشمن اور غدار شیخ مجیب کی جانب سے پیش کیے گئے تھے کہ جس کی بدنیتی واضح تھی۔ حتیٰ کہ سفاک دشمن بھارت بھی اس عدد کی حمایت نہ کر سکا۔ مارچ سے دسمبر 1971ء کے درمیان مشرقی پاکستان میں قتل عام ضرور ہوا، لیکن یہ قتل عام مکتی باہنی اور بھارتی فوج کے ہاتھوں ہوا تھا، نہ کہ پاک فوج کے۔

مکتی باہنی کے غنڈوں نے پاکستان سے پیار کرنے والے بنگالیوں اور بہاریوں کو بے دردی سے قتل کیا، اور اپنے ان جرائم کو چھپانے کیلئے اس قتل عام کا تمام تر ملبہ پاک فوج پر ڈال دیا۔ مجیب اور بھارت کی جانب سے کیا گیا یہ سفاکانہ جھوٹ اتنا بے بنیاد تھا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ بنگلہ دیش میں مجیب کے اقتدار سنبھالنے کے بعد مرنے والوں اور گمشدہ افراد کے حوالے سے ایک کمیشن قائم کیا گیا اور اس کمیشن کو پورے بنگلہ دیش سے صرف 2 ہزار افراد کی ہی شکایات موصول ہوئیں۔ اس کے علاوہ مجیب کی ہی حکومت میں عورتوں کے آبروریزی کے حوالے سے ایک برطانوی ادارے کی مدد لی گئی، جس نے تمام تر تحقیقات کے بعد یہ رپورٹ پیش کی کہ بنگلہ دیش کے قیام کے بعد جن حاملہ خواتین سے انہیں واسطہ پڑا ان کی تعداد 100 سے زیادہ نہیں تھی۔

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر ہی چکے ہیں کہ پاکستان فوج ایک پیشہ ور فوج ہے اور دنیا کی کوئی بھی مسلمان پیشہ ور فوج، میدان جنگ میں ایسی گھناؤنی حرکات نہیں کرتی۔ لہذا یہ قتل عام اور آبروریزی کا پراپیگنڈہ ایک ایسا مکروہ اور بے بنیاد جھوٹ ہے کہ جس پر بات کرنا بھی وقت کا ضیاع ہے۔

امریکی صدر جان ایف کینیڈی بذات خود صدر پاکستان ایوب خان کا امریکہ میں استقبال کرتے ہوئے۔

سنہرا دور اور سازشوں کا آغاز

1957ء میں فیلڈ مارشل ایوب خان کے اقتدار سنبھالنے کے بعد پاکستان میں صنعتی وزرعی ترقی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ یہ وہ دور تھا کہ جب پاکستان پوری دنیا میں عزت ووقار کے ساتھ ایک عظیم تر عالمی صنعتی طاقت کے طور پر ابھر رہا تھا۔ ایوب خان کا معاشی پلان پاکستان میں زرعی اور صنعتی انقلاب برپا کر رہا تھا۔ دس سے زائد ڈیم بنانے پر کام ہو رہا تھا، دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام تعمیر کیا جا رہا تھا اور پاکستان کی صنعتیں اس قدر ترقی کر چکی تھیں کہ ہم ملک میں ہی ڈیزل انجن اور ٹینک بنانے جا رہے تھے۔ چین، جاپان اور کوریا کے انجینئرز پاکستان میں تربیت لینے آتے تھے۔ پاکستانی ایئر لائن پی آئی اے، چین، مالٹا، متحدہ عرب امارات جیسے کئی ممالک کی ایئر لائنز بنانے میں ان کی رہنمائی کر رہی تھی۔ جرمنی جیسا ترقی یافتہ ملک پاکستان سے قرض لیا کرتا تھا۔ پاکستان اپنا خلائی مشن بھی شروع کر چکا تھا۔ اس کے علاوہ 65ء کی جنگ میں پاک فوج کی شاندار کارکردگی کے بعد پاکستان پوری دنیا میں ایک مضبوط عسکری طاقت کے طور پر بھی ابھر کر سامنے آیا تھا۔

65ء کی جنگ سے پہلے ہی ملک دشمن طاقتیں پاکستان میں برپا ہونیوالے زرعی صنعتی وعسکری انقلاب سے خوفزدہ ہو چکی تھیں، اور عالمی سطح پر سازشیں شروع ہو چکی تھیں کہ کس طرح پاکستان کی افرادی، صنعتی اور عسکری طاقت کو تباہ کیا جا سکے۔ سرد جنگ کے اس دور میں روس اور بھارت پہلے ہی ایک دوسرے کے مضبوط حلیف تھے اور پاکستان امریکہ اور دیگر مغربی دنیا کے حصار میں تھا۔ مگر پاکستان کی ابھرتی ہوئی طاقت سے سبھی خائف تھے۔ لہذا سازش کے تحت پہلے پاکستان کو 65ء کی جنگ میں دھکیلا گیا، اور پھر اسی جنگ کو استعمال کرتے ہوئے ایوب خان کو اقتدار سے ہٹانے کی تحریک چلائی گئی۔ ان سب سازشوں کے مقاصد یہ تھے:

1- ایوب خان کو فوری طور پر اقتدار سے ہٹا کر ایسے افراد کو طاقت میں لایا جائے کہ جو پاکستان کی صنعتی ترقی کو تباہ و برباد کر سکیں۔

2- مشرقی پاکستان کو پاکستان سے علیحدہ کر دیا جائے۔

3- 65ء کی جنگ میں افواج پاکستان نے جو دنیا میں عزت کمائی تھی اسے مٹی میں ملا کر قوم کے سامنے اسے رسوا کیا جائے۔

اس مشن کو پورا کرنے کیلئے بھارت، روس، امریکہ اور اسرائیل نے مغربی پاکستان سے ذوالفقار علی بھٹو اور مشرقی پاکستان سے شیخ مجیب الرحمٰن کا انتخاب کیا۔

THE PAKISTAN OBSERVER

PP on top in WP: Bhutto, Wali, Qaiyyum, Daultana may win

Landslide victory for A.L.

MUJIB BAGS BOTH SEATS: NURUL AMIN LEADING

Peaceful polling in city

''صاف شفاف'' انتخابات

اس سے پہلے کہ ہم اس سازش کے کرداروں کو مزید بے نقاب کریں، ایک اور پراپیگنڈے کی طرف آتے ہیں کہ جو ہمارے دانشور دانستہ یا نادانستہ طور پر حقیقت بنا کر پیش کرتے رہے ہیں، اور یہ پراپیگنڈہ 1970ء کے انتخابات کے ''صاف و شفاف'' ہونے سے متعلق ہے۔ آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ پاکستان کی تاریخ کے سب سے زیادہ شفاف انتخابات 1970ء کے انتخابات تھے۔ درحقیقت یہ ایک انتہائی مکروہ اور جھوٹا پراپیگنڈہ ہے۔ دراصل 1970ء کے انتخابات پاکستان کی تاریخ کے سب سے زیادہ دھاندلی زدہ، کرپٹ اور غیر شفاف انتخابات تھے۔

مغربی پاکستان کی حد تک تو یہ بات درست ہے کہ انتخابات میں سرکاری طور پر یا سیاسی جماعتوں کی جانب سے کوئی دھاندلی نہیں کی گئی۔ مشرقی پاکستان میں صورتحال بالکل مختلف تھی۔ گو کہ حکومت پاکستان نے انتخابات کے نتائج میں کوئی دخل نہیں دیا مگر دوسری جانب تمام انتخابات کو مکتی باہنی کے دہشت گردوں کی جانب سے ہائی جیک کر لیا گیا تھا۔

بریگیڈیر صدیق سالک ❝

مشرقی پاکستان میں تعینات پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے افسر میجر صدیق سالک اپنی کتاب ''میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا'' میں 1970ء کے انتخابات کا آنکھوں دیکھا حال لکھتے ہیں:

مشرقی پاکستان میں پولنگ اسٹیشنوں پر حالت مختلف تھی۔ عوامی لیگ کے غنڈوں نے اکثر مقامات پر دبدبا جما رکھا تھا، وہ مرضی سے ووٹ ڈلوا رہے تھے۔ پولنگ افسروں اور پریزائیڈنگ افسروں نے اپنے مستقبل کے حکمرانوں کو من مانی کرنے کی چھٹی دے رکھی تھی۔

1970ء کے انتخابات کے نتائج

عوامی لیگ	پاکستان پیپلز پارٹی
160	81
شیخ مجیب الرحمٰن	ذوالفقار علی بھٹو

مشرقی پاکستان پر مجیب الرحمٰن اور اسکی دہشت گرد تنظیم مکتی باہنی کا مکمل کنٹرول تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ مجیب الرحمٰن کے امیدوار کے خلاف اپنا امیدوار تک کھڑا کر سکے۔ اگر کوئی امیدوار کھڑا ہو بھی جاتا تو اسے یا تو قتل کر دیا جاتا، یا ڈرا دھمکا کر اپنے حق میں دستبردار ہونے پر مجبور کر دیا جاتا۔ مکتی باہنی کے غنڈے بندوق کی نوک پر شیخ مجیب الرحمٰن اور اس کی سیاسی جماعت عوامی لیگ کے لیے ووٹ لیتے۔ مخالف امیدواروں کے ووٹروں کو گھروں سے نکلنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ ووٹ دینے والوں کو مکتی باہنی طاقت کے زور پر عوامی لیگ کے امیدوار کو ووٹ ڈالنے پر مجبور کرتی۔ پولنگ سٹیشنوں پر مکمل طور پر مکتی باہنی کے غنڈوں کا قبضہ تھا۔ نتیجتاً ان انتخابات کا نتیجہ بھی پھر وہی نکلا کہ جو مکتی باہنی کے دہشت گرد چاہتے تھے۔ مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن کی سیاسی جماعت عوامی لیگ نے مکمل طور پر ''کلین سویپ'' کر دیا۔ حال یہ تھا کہ اپوزیشن کی جماعتیں پورے مشرقی پاکستان سے صرف 2 نشستیں ہی حاصل کر پائیں۔ اور یوں تاریخ کے ''شفاف ترین انتخابات'' نے پاکستان توڑنے کی بنیاد رکھ دی تھی۔

پاکستان کے سیاست دانوں اور سیکورٹی اداروں کو یہ بات بہت اچھی طرح معلوم تھی کہ شیخ مجیب ایک کھلا غدار ہے اور مکتی باہنی جیسی دہشت گرد تنظیم بنا کر ریاست پاکستان کے خلاف بغاوت برپا کرنا چاہتا ہے۔ 65ء کی جنگ کے بعد، اگرتلہ سازش پکڑے جانے کی وجہ سے، ایوب خان نے اس پر غداری کا مقدمہ قائم کر کے نظر بند کر دیا تھا۔ اس کے باوجود سیاسی جماعتوں کے دباؤ پر مجیب کو غداری کے مقدمے سے بری کر کے اور پھر مشرقی پاکستان میں اسے اپنے دہشت گرد گروہ مکتی باہنی کے ساتھ مل کر، انتخابات لڑنے کی اجازت دینا ہی ایک ایسی خوفناک حماقت تھی کہ جس کا انجام پھر سقوط ڈھاکہ پر ہی منتج ہونا تھا۔

جعفراز بنگال۔۔۔

نام نہاد دانشور اور تاریخ دان یہ کہتے نہیں تھکتے کہ جب مجیب انتخابات جیت گیا تو اقتدار اس کے حوالے کیوں نہیں کیا گیا؟ اگر اقتدار مجیب کے حوالے کر دیا جاتا تو سقوط ڈھاکہ جیسا المناک سانحہ نہ ہوتا۔

یہ لوگ شاید مجیب الرحمٰن کی اپنی تاریخ سے واقف نہیں ہیں۔ یا پھر واقف تو ہیں، مگر اپنے بغض میں یہ تاریخ نوجوان نسل کو بتانا نہیں چاہتے۔ 1970 کے انتخابات تو صرف ایک بہانہ بن گئے ورنہ مجیب تو پاکستان کے بننے کے فوراً بعد سے ہی مشرقی پاکستان کو الگ کر کے بنگلہ دیش بنانا چاہتا تھا اور اس منصوبے پر وہ 1950ء سے ہی کام کر رہا تھا، کہ جب وہ محض ایک 30 سالہ نوجوان سیاست دان کے طور پر طاقت کے ایوانوں میں نہایت عیاری اور مکاری سے اپنی جگہ بنا رہا تھا۔

1950ء میں حسین شہید سہروردی کہ جو متحدہ پاکستان کے وزیراعظم تھے اور جن کا تعلق بھی خود بنگال سے ہی تھا، سے مجیب الرحمٰن ایک ملاقات میں اپنی خواہش کا اظہار کرتا ہے:

”کیا مشرقی پاکستان کیلیے کسی دن آزادی حاصل کرنا ممکن ہوگا؟“ جواب میں حسین شہید سہروردی نے مجیب کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ **”کبھی ایسے خیالات کو اپنے ذہن میں مت لانا۔“** مجیب اپنے تکبر میں بڑبڑاتے ہوئے بولا: **”جب وقت آیا، تو ہم اپنا کام کر دکھائیں گے۔“**

نوجوان شیخ مجیب اور حسین شہید سہروردی

1962ء کے آس پاس سے ہی مجیب نے بھارتی خفیہ ایجنسیوں سے روابط بڑھا کر پاکستان توڑنے کی سازش پر کام شروع کر دیا تھا۔ کئی سال کی منصوبہ بندی کے بعد 1966ء میں بھارتی ریاست تری پورہ میں اگرتلہ کے مقام پر بھارتی انٹیلی جنس ایجنسی اور مجیب الرحمٰن کے درمیان ایک حتمی ملاقات ہوئی کہ جس میں پاکستان توڑنے کے پورے پلان پر تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔ اس ملاقات میں حتمی طور پر یہ طے کیا گیا کہ پاکستان کو توڑنے کیلئے مشرقی پاکستان میں ایک سیاسی تحریک کی آڑ میں مسلح بغاوت برپا کی جائے گی اور اس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان کو الگ کر کے بنگلہ دیش کے نام سے علیحدہ ملک بنایا جائے گا۔ اسی پلان کے تحت مجیب نے اپنے 6 نکات پیش کیے کہ جن کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کی وفاقی حکومت کو کمزور کر کے صوبائی خودمختاری کے نام پر پہلے سیاسی اور آئینی طور پر مشرقی پاکستان کو مغرب سے الگ کیا جائے اور پھر آخر میں مسلح بغاوت کے ذریعے بالکل ہی علیحدہ کر دیا جائے۔ یہ پوری سازش آئی ایس آئی کے ذریعے پکڑی گئی، اور تاریخ اسے ''اگرتلہ سازش'' کے نام سے جانتی ہے۔

اسی اگرتلہ سازش کے تحت مجیب نے ایک دہشت گرد گروہ ''مکتی باہنی'' کی بنیاد رکھی۔ بنگالی زبان میں ''مکتی باہنی'' لفظ کا مطلب ''آزادی فوج'' ہے۔ مکتی باہنی کی تربیت، ہتھیار اور تمام تر مالی وسائل کی فراہمی بھارت کی ذمہ داری تھی۔ 1970ء کے انتخابات تک مکتی باہنی کے مسلح قاتلوں کی تعداد ڈھائی لاکھ تک پہنچ چکی تھی اور یہ پوری طرح مشرقی پاکستان پر اپنا اثر و رسوخ پھیلا چکے تھے۔ آنے والے وقتوں میں ان کے ساتھ بھارتی فوج بھی شامل ہوگئی اور پاکستانی فوج کے وہ بنگالی دستے بھی جو پاکستان سے بغاوت کر کے دشمن کی صفوں میں جا ملے تھے۔ اسی مکتی باہنی کی بدولت مجیب نے انتخابات میں دہشت گردی کے ذریعے کامیابی حاصل کی تھی۔

Inside R.A.W. : The Story of India's Secret Service

Asoka Raina

بھارتی مصنف اشوک رائنہ اپنی کتاب ''را کی اندرونی کہانی'' میں لکھتا ہے کہ :

حقیقتاً بہت پہلے، 1962-63 کے دوران بھارتی انٹیلی جنس بیورو کے غیر ملکی ڈیسک پر کام کرنے والوں اور شیخ مجیب الرحمٰن کے مابین اگرتلہ میں ایک میٹنگ ہوئی کہ جس میں واضح اشارے دیئے گئے کہ کیا کچھ کرنا ہے۔

شیخ مجیب کی بیٹی اور بنگلہ دیش کی موجودہ وزیر اعظم حسینہ واجد بنگلہ دیش آن لائن نیوز کو اپنے ایک انٹرویو میں برملا اعتراف کرتی ہے کہ:

اس کے والد شیخ مجیب الرحمٰن نے 1969ء میں لندن میں اپنے قیام کے دوران پاکستان کو توڑ کر بنگلہ دیش بنانے کے مفصل جنگی پلان تیار کیے تھے۔

اس میٹنگ کے دوران مجیب نے یہ پلان بھی بنایا کہ جنگ کیسے شروع کی جائے اور ہمارے بنگالی جنگجو کہاں سے تربیت لیں گے اور کن کن جگہوں پر ہمارے مہاجرین پناہ لیں گے۔ شیخ حسینہ مزید کہتی ہے کہ جب یہ میٹنگ جاری تھی وہ خود مہمانوں کو چائے پیش کر رہی تھی۔

بھارتی آرمی کا بریگیڈیئر جگدیو سنگھ تسلیم کرتا ہے کہ:

مزاحمتی تحریک کو جس منصوبہ بندی، ہتھیاروں کی تربیت اور قیادت کی ضرورت تھی، وہ صرف بھارت ہی انہیں فراہم کرسکتا تھا۔

یھود و ھنود گٹھ جوڑ

بھارتی فوج کا یہودی جنرل جیکب ،نریندر مودی کے ساتھ

مکتی باہنی کی تربیت کیلئے 50 کے قریب تربیتی کیمپ مشرقی پاکستان کی سرحد سے چند کلومیٹر اندر بھارتی سرزمین پر قائم کیے گئے۔ ان کیمپس کو 6 سیکٹروں میں تقسیم کیا گیا، ہر سیکٹر کا سربراہ بھارتی فوج کا ایک حاضر سروس بریگیڈیئر تھا، اور اس تمام آپریشن کی سربراہی ایک حاضر سروس میجر جنرل رستم جے آئی کر رہا تھا۔ مکتی باہنی کے افسروں کو تو باقاعدہ انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دھون میں تربیت دی جاتی۔ بھارتی فوجی انجینئرز انہیں بارودی سرنگوں اور دھماکہ خیز مواد کی تربیت دیتے تھے، انہیں مارٹر بموں، مشین گنوں اور وائرلیس سیٹوں کے استعمال کی بھی مکمل تربیت دی جاتی۔ فوجی ہتھیار پولینڈ، یوگوسلاویہ حتیٰ کہ امریکہ سے بھی حاصل کیے جاتے تھے، جبکہ 57 ایم ایم کی رائفلیں، بارودی سرنگیں روس سے اور وائرلیس سیٹ اسرائیل سے آتے تھے۔ اسرائیل بھی اس جنگ میں بھارت اور مکتی باہنی کا پوری طرح ساتھ دے رہا تھا۔ بھارتی فوج کا لیفٹیننٹ جنرل جیکب جو ایک یہودی تھا اور اسرائیلی انٹیلی جنس کیلئے بھی کام کرتا تھا، اس پورے منصوبے کی خاص طور پر نگرانی کر رہا تھا۔ مکتی باہنی میں دراصل بڑی تعداد براہ راست بھارتی فوج ہی کی تھی کہ جو بنگالیوں کے روپ میں پاک فوج اور محبّ وطن پاکستانیوں کا قتل عام کر رہی تھی۔ بھارت نے اعلانیہ حملے سے پہلے مکتی باہنی کی شکل میں اپنے ہزاروں فوجیوں کو مشرقی پاکستان میں داخل کر کے آگ و خون کا وہ بازار گرم کیا کہ انسانیت شرما گئی۔

1971ء میں لندن ٹائمز اپنی ایک رپورٹ میں لکھتا ہے کہ اس بات کے ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ اگر تمام نہیں تو کم از کم مکتی باہنی کا ایک بڑا حصہ بھارتی فوجیوں پر مشتمل ہے۔

“

سابق بھارتی وزیراعظم مرار جی ڈیسائی، اطالوی صحافی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتا ہے کہ:

ہزاروں کی تعداد میں بھارتی فوجی مکتی باہنی کے کارکنوں کا لبادہ اوڑھے ہوتے تھے، جن کو اپریل سے دسمبر 71ء تک مشرقی پاکستان بھیجا جاتا رہا۔

“

خود بھارتی یہودی جنرل، لیفٹیننٹ جنرل جیکب اپنی کتاب سقوط ڈھاکہ میں لکھتا ہے:

”مکتی باہنی جولائی 1970ء میں بھارت کی مدد سے قائم ہوئی۔ انتخابی مہم کے دوران اسے بنگالی عوام کو دہشت زدہ کرنے کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ ہندوستان کی بارڈر سیکورٹی فورس کے ایک میجر جنرل رستم جے آئی نے مکتی باہنی کو ٹریننگ دی۔ بھارتی فوج نے پاکستان کو توڑنے میں اپنا پورا پورا کردار ادا کیا۔

حالیہ دور میں بھارتی وزیراعظم نریندر مودی نے بھی برملا اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مکتی باہنی میں نصف سے زیادہ دہشت گرد براہ راست بھارتی فوج سے تعلق رکھتے تھے۔

پاکستان فوج کے جوان مکتی باہنی کے دہشتگردوں کے نرغے میں۔۔۔

بھارت کے تربیت یافتہ اس قاتل گروہ کو پاک فوج اور محبّ وطن پاکستانیوں کو چن چن کر مارنے کا مشن سونپا گیا تھا۔ پورے مشرقی پاکستان میں پھیلے ہوئے لاکھوں محبّ وطن پاکستانی، کہ جن میں بنگالی اور غیر بنگالی دونوں شامل تھے، مکتی باہنی کے ہاتھوں بری طرح سے ذبح کیے جا رہے تھے۔ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ پورے مشرقی پاکستان میں مارچ کے مہینے میں صرف 9 ہزار پاک فوج تھی کہ جس کا تعلق مغربی پاکستان سے تھا، کیونکہ 18 ہزار سے زائد بنگالی فوج بغاوت کر کے مکتی باہنی سے مل گئی تھی۔ یہ تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ جب پاک فوج کے دستے خود پاک فوج کے خلاف لڑ رہے تھے۔ بنگالی افسروں نے بڑی سفا کی اور بے رحمی سے مغربی پاکستان سے تعلق رکھنے والے افسروں اور جوانوں کو شہید کیا، ان کے خاندانوں، عورتوں حتیٰ کہ بچوں کو بھی بے دردی سے بے حرمت کر کے ذبح کیا گیا۔ ایسے میں 9 ہزار پاکستانی سپاہیوں کیلئے ممکن ہی نہیں تھا کہ پورے مشرقی پاکستان میں ہونیوالے سفاکانہ قتل عام کو روک سکتے۔ 15 مارچ کو جب شیخ مجیب نے باقاعدہ طور پر اعلان بغاوت کر دیا تو اگلے دس دن تک پورے مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی کی جانب سے آگ و خون کا ایسا خوفناک سیلاب اُمڈ آیا کہ صرف ان دس دنوں میں 5 لاکھ سے زائد محبّ وطن پاکستانیوں کو مشرقی پاکستان کے طول و عرض میں ذبح کر دیا گیا، عورتوں کی بے حرمتی کی گئی اور املاک جلا دی گئیں۔ 25 مارچ کے بعد کہ جب مزید اضافی دستے مغربی پاکستان سے براستہ سری لنکا مشرقی پاکستان پہنچ سکے تب جا کر مکتی باہنی کی سرکوبی کیلئے پاک فوج کی جانب سے جوابی کارروائی کا آغاز کیا گیا۔ مگر اس سے قبل لاکھوں پاکستانی پہلے ہی شہید کیے جاچکے تھے۔

25 مارچ 1971ء میں شروع ہونیوالے فوجی آپریشن نے اگلے چند ماہ میں بڑی حد تک پورے مشرقی پاکستان کا کنٹرول دوبارہ حاصل کرلیا تھا۔ مکتی باہنی کو ہر محاذ پر پے در پے شکست دی جا رہی تھی اور ان کو سرحد پار بھارت دھکیلا جا رہا تھا۔ اگر یہی صورتحال رہتی تو سال کے آخر تک پاک فوج مکتی باہنی کو مکمل طور پر ختم کر دیتی۔ اسی شکست سے بچنے کیلئے بالآخر پھر 22 نومبر کو بھارتی فوج نے باقاعدہ بین الاقوامی سرحد عبور کر کے مشرقی پاکستان پر پوری طاقت کے ساتھ حملہ کر دیا۔

سقوط ڈھاکہ کے بعد بھی طویل عرصے تک مکتی باہنی نے پورے ''سابقہ'' مشرقی پاکستان میں قتل و غارت کا بازار گرم کیے رکھا۔ ڈھاکہ ریس کورس گراؤنڈ میں میلا لگایا جاتا، جہاں مکتی باہنی کے غنڈے محبِ وطن پاکستانیوں کو مجمع کے سامنے سنگینیں مار مار کر قتل کرتے۔ مکتی باہنی کا قصائی قادر صدیقی کہ جس نے 17 ہزار گوریلوں پر مبنی اپنی ایک الگ دہشت گرد فوج بنا رکھی تھی، اور جو براہ راست شیخ مجیب الرحمٰن سے حکم لیتا تھا، کے بارے میں ایک غیر ملکی صحافی لارنس لفشلٹز کیا لکھتے ہیں، آپ خود ملاحظہ کریں:

> مکتی باہنی کے رہنما عبدالقادر صدیقی نے خود بندوق کی سنگینوں سے تین قیدیوں (محبّ وطن پاکستانیوں) کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس پورے واقعے کی غیر ملکی عملے نے فلم بنائی، جس کو صدیقی نے یہ تماشا دکھانے کیلئے خاص طور پر مدعو کیا تھا۔

عبدالقادر صدیقی

عبدالقادر صدیقی پہلے ڈھاکہ کے نواح میں آزادانہ طور پر تخریبی کارروائیاں کرتا تھا۔ اس کے بعد یہ ہندوستان چلا گیا اور وہاں بھارتی حکام سے رابطے قائم کر لیے۔ صدیقی بھارتی فوج کے مخبر اور تخریب کار کے طور پر کام کرتا رہا۔ اس وقت اس کی عمر 23 برس تھی۔ یہ تانگیل اور ڈھاکہ کے درمیان کا علاقہ کنٹرول کرتا تھا۔ اس وقت اس کے پاس 5 ہزار سے زائد تربیت یافتہ جنگجو تھے کہ جو بعد ازاں 20 ہزار تک پہنچ گئے۔ یہ شیخ مجیب کا خاص آدمی تھا اور اس سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ یہی درندہ بعد میں نہ صرف بنگلہ دیش کی قومی اسمبلی کا رکن رہا، بلکہ اسے بنگلہ دیش حکومت کی طرف سے سرکاری اعزاز ''بر اتم'' سے بھی نوازا گیا۔

ڈھاکہ میں ڈھائے جانے والے اس ظلم و ستم کے بعد ایک اطالوی صحافی اوریانہ فلاچی نے اس ضمن میں شیخ مجیب الرحمٰن کا انٹرویو کیا۔ اطالوی صحافی اور شیخ مجیب کے درمیان ہونے والی گفتگو ملاحظہ کریں:

شیخ مجیب: قتل عام۔۔۔؟ کونسا قتل عام؟

اوریانہ فلاچی: وہی قتل عام جو مکتی باہنی نے ڈھاکہ اسٹیڈیم میں کیا۔

شیخ مجیب: ڈھاکہ اسٹیڈیم میں کبھی کوئی قتل عام نہیں ہوا، تم جھوٹ بول رہی ہو۔

اوریانہ فلاچی: جناب وزیراعظم، میں جھوٹ نہیں بولتی۔ ہم نے سب دوسرے صحافیوں اور 15 ہزار افراد کے سامنے یہ قتل عام خود دیکھا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو تصاویر دکھا سکتی ہوں جو میرے اخبار نے شائع کی ہیں۔

شیخ مجیب: اوہ جھوٹی! وہ مکتی باہنی کے لوگ نہیں تھے۔

اوریانہ فلاچی: جناب وزیراعظم، لفظ ''جھوٹے'' کو دوبارہ نہ دہرایئے گا۔ وہ مکتی باہنی کے ہی لوگ تھے، اور ان کی قیادت عبدالقادر صدیقی کر رہا تھا۔

شیخ مجیب: اچھا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رضا کار تھے، جنہوں نے ہماری تحریک مزاحمت کی مخالفت کی تھی اور عبدالقادر صدیقی ان کو نکالنے پر مجبور تھا۔

“

بنگالی ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر عبدالمومن مکتی باہنی کے ظلم وستم کے حوالے سے کہتے ہیں:

پاکستان جمہوری پارٹی کے نائب صدر اور پاکستان کے سابق وزیر تجارت مولوی فرید احمد کو ڈھاکہ میں نظر بند کیا گیا۔ پہلے انہیں کوڑے مارے گئے، پھر ان کی جلد پر تیز بلیڈوں سے چرکے لگائے گئے، اور زخموں پر نمک پاشی کی گئی، اس وحشیانہ سلوک کے بعد انہیں موت کی نیند سلا دیا گیا، جوش وجنون میں ان کی لاش کو مسخ کر کے اس کی بے حرمتی بھی کی گئی۔

اس طرح کے ہزاروں واقعات تاریخ کی کتابوں میں درج ہیں۔

1974ء میں پاکستان کے ایک معروف سفارتکار قطب الدین عزیز صاحب نے مشرقی پاکستان سے آنے والے سینکڑوں خاندانوں اور افراد کا ذاتی طور پر انٹرویو کر کے ایک کتاب (Blood and Tears) کی شکل میں پورا ریکارڈ تیار کر دیا کہ جس میں مکتی باہنی کے مظالم اور نسل کشی کو مکمل طور پر بے نقاب کیا گیا تھا۔ مگر اس کے باوجود نہ تو اس کتاب کو کوئی سرکاری پذیرائی دی گئی اور نہ ہی اس کی بنیاد پر کوئی قومی بیانیہ ترتیب دیا گیا، بلکہ آج یہ کتاب ہی تاریخ کے اوراق سے غائب ہے۔

اس کتاب میں سابق مشرقی پاکستان کے ہر شہر اور قصبے سے آنے والے بہاریوں کا ذاتی طور پر انٹرویو کر کے قطب الدین عزیز صاحب نے مکتی باہنی کے مظالم کی ایسی حقیقی تصویر کھینچی ہے کہ جس کو پڑھ کر ہی انسان کے جسم میں جھرجھری آجاتی ہے۔ یہ تاریخ کا ایک المیہ ہے کہ نہ تو کبھی حکومت پاکستان نے اور نہ ہی امت مسلمہ نے مکتی باہنی کے ان مظالم کو جنگی جرائم قرار دے کر ان کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔ جبکہ محبّ وطن پاکستانیوں کو آج پچاس برس گزرنے کے بعد بھی سابق مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی کے بانیوں کے ہاتھوں سولی چڑھایا جا رہا ہے۔

ادھرتم، ادھرہم ---

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ 1970ء کے انتخابات کہ جنہیں جھوٹ اور بدنیتی پر مبنی بیانیے کی وجہ سے ''شفاف ترین'' انتخابات کہا جاتا ہے، ہی دراصل پاکستان توڑنے کا سبب بنے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کی کل300 نشستیں تھیں۔ اس میں سے شیخ مجیب نے مشرقی پاکستان میں160 نشستیں جیت لیں۔ مغربی پاکستان میں بھٹو نے81 سیٹیں حاصل کیں۔

اول تو شیخ مجیب کی غداری اور مسلح بغاوت کا پلان1966ء میں واضح ہو جانے کے بعد یہ انتخابات کروانا ہی ملک توڑنے کے مترادف تھا، اور مزید رہی سہی کسر پھر بھٹو نے پوری کر دی کہ جس نے مغربی پاکستان میں اعلان کر دیا کہ جو ممبر قومی اسمبلی ڈھاکہ جا کر پارلیمان کے اجلاس میں شرکت کرے گا، ''میں اس کی ٹانگیں توڑ دوں گا'' ---اور پھر مجیب کو مخاطب کر کے جلتی پر مزید تیل یہ کہہ کر ڈال دیا کہ ''ادھرتم، ادھرہم---''

14 مارچ کو ذوالفقار علی بھٹو نے یہ شرمناک تجویز دی کہ مشرقی پاکستان میں اقتدار مجیب اور مغربی پاکستان میں میرے حوالے کر دیا جائے۔15 مارچ کو مجیب نے اعلان بغاوت کر دیا اور مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی کی مسلح کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔21 مارچ کو یحییٰ خان نے صورتحال کو سنبھالنے کیلئے بذات خود شیخ مجیب سے ڈھاکہ میں ملاقات کی تا کہ سیاسی بحران کے خاتمے کیلئے ایک مفاہمتی فارمولا تیار کیا جا سکے۔ مگر مجیب کا تو مقصد ہی مشرقی پاکستان کو الگ کر کے بنگلہ دیش بنانا تھا۔ لہٰذا اگلے ہی روز یوم پاکستان کے دن23 مارچ1971ء کو مشرقی پاکستان کی عمارتوں سے پاکستان کے قومی پرچم اتار کر بنگلہ دیش کے پرچم لگا دیئے گئے اور اسے ''یوم مزاحمت'' کا نام دیا گیا۔ یہ ایک کھلی بغاوت تھی۔ لہٰذا25 مارچ کو شیخ مجیب گرفتار کر لیا گیا اور اسے اعلانیہ غدار قرار دے دیا گیا۔ شیخ مجیب کو مغربی پاکستان لے جایا گیا اور جنگ کے تمام تر دورانیے میں یہ مغربی پاکستان میں قید ہی رہا۔

AMRITA BAZAR PATRIKA

Mujib proclaims independence

Bridges blown up: Rly. lines uprooted
Army cracks down: Heavy casualties

NEW DELHI, March 26 – A 'Sovereign Independent People's Republic of Bangla Desh' proclaimed by Sheikh Mujibur Rehman today was in the thick of a civil war. Heavy fighting was going on in Dacca, Chittagong, Sylhet, Comilla and other towns, according to reporters from across the border. Casualties were believed to be heavy.

The dramatic events leading up to a unilateral declaration of independence by Mr. Rahman followed in quick succession with President Yahya Khan's unannounced departure from Dacca at midnight last night without conceding the demands made by Mr. Rahman's Awami League.

NEW MARTIAL LAW ORDERS

MUJIB GOES UNDERGROUND

CIVIL WAR IN EAST PAKISTAN

We won't die like cats & dogs: Mujib

Appeal to U.N. nations for help

Agitated MPs urge Govt. to move UN

Yahya charges Rehman with treason

مارچ 1971ء کے آخر میں جب پاک فوج نے مکتی باہنی کے خلاف کامیابیاں حاصل کرنا شروع کیں تو اپریل 1971ء میں بھارتی وزیراعظم اندرا گاندھی نے اپنے آرمی چیف جنرل مانک شاہ کو پاکستان پر حملے کا حکم دے دیا۔ بھارت اسی وقت حملہ کر دیتا، اگر بھارتی فوج تیار ہوتی۔ اگرتلہ سازش کے پلان کے مطابق مشرقی پاکستان میں موجود بنگالی فوجوں کی بغاوت اور مکتی باہنی کے دہشت گردوں کے ذریعے ہی مشرقی پاکستان کو الگ کر کے بنگلہ دیش بنانا مقصود تھا۔ مگر جب مکتی باہنی کو شکست ہونے لگی تو اب اندرا گاندھی کے سامنے اور کوئی راستہ نہ تھا مگر یہ کہ براہ راست حملہ آور ہو کر مشرقی پاکستان کو علیحدہ کیا جائے۔ بھارتی آرمی چیف جنرل مانک شاہ نے پلان سننے کے بعد وزیراعظم کو صاف بتا دیا کہ بھارتی فوج کو تیاری کیلئے کم از کم دس ماہ کی ضرورت ہے۔ مجبوراً اندرا گاندھی کو 22 نومبر تک انتظار کرنا پڑا اور اس وقت تک بھارتی فوج کے دستوں کو مکتی باہنی کے روپ میں ہی مشرقی پاکستان میں دہشت گردی اور بغاوت کیلئے بھیجا جاتا رہا۔ 22 نومبر کو تقریباً 5 لاکھ سے زائد باقاعدہ بھارتی فوج، تین زمینی اطراف سے اور فضاء اور سمندر کی جانب سے، 35 ہزار سے بھی کم اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تقسیم پاک فوج پر حملہ آور ہوگئی۔

جمعیت، نیپ اور پیپلز پارٹی کا محاذ قائم ہو جائے گا

صوبہ سرحد اور بلوچستان میں تینوں جماعتیں مل کر حکومت بنائیں گی

مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی بھاری اکثریت سے جیت گئی

آزاد

میں دیکھوں گا کہ کیسے بنگالیوں کے مطالبات پورے نہیں ہوتے

نئے آئین چھ نکات کی بنیاد پر تیار کیا جائے گا : شیخ مجیب

ہم ملک کا نقشہ بدل دیں گے

بھارت میں دہشت گرد تنظیم مکتی باہنی کے ٹریننگ کیمپ

MUKTI BAHINI TERRORIST TRAINING CAMPS IN INDIA

لشکر بے سروساماں۔۔۔

اب صورتحال یہ تھی کہ تقریباً 35 ہزار پاک فوج، جو ٹکڑیوں کی صورت میں مشرقی پاکستان میں پھیلی ہوئی تھی، اور 10 ماہ سے مکتی باہنی کے خلاف جنگ میں تھک کر چور ہو چکی تھی، اسے اب براہ راست 5 لاکھ سے زائد تازہ دم اور جدید اور بھاری ہتھیاروں سے لیس بھارتی فوج کا سامنا تھا، جسے ٹینکوں، توپخانے، جنگی جہازوں اور بحریہ کی مکمل مدد حاصل تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ پورے مشرقی پاکستان میں بکھرے ہوئے لاکھوں کی تعداد میں مکتی باہنی کے دہشت گرد بھی پشت سے پاک فوج پر حملے کر رہے تھے۔

آگے بڑھنے سے پہلے معرکہ 71ء میں بھارتی عسکری طاقت اور پاکستانی فوج کو دستیاب وسائل کا موزانہ کرتے چلیں۔

بھارتی فوج کے درجنوں انفنٹری ڈویژن مشرقی پاکستان پر حملہ آور ہوئے۔ ہر ڈویژن کے پاس اپنے ٹینک اور توپخانہ موجود تھا، جبکہ پاکستان فوج کے پاس صرف 3 انفنٹری ڈویژن تھے، اور وہ بھی ضروری جنگی ساز وسامان سے لیس نہ تھے۔ بھارتی فوج کے پاس ٹینکوں اور توپخانے کی کئی رجمنٹیں تھیں، جبکہ پاک فوج توپخانے کی صلاحیت سے یکسر محروم تھی۔

پاکستانی ٹینک پرانی ٹیکنالوجی کے حامل تھے اور رات کے وقت استعمال نہیں ہو سکتے تھے، جبکہ بھارتی ٹینک انفراریڈ ٹیکنالوجی سے لیس تھے اور وہ رات کے وقت بھی دیکھ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے کچھ ٹینک پانی میں تیرنے کی صلاحیت بھی رکھتے۔ بھارتی فوج کے پاس بھاری تعداد میں بکتر بند گاڑیاں بھی تھیں کہ جس سے وہ اپنی پیادہ فوج کو گولیوں کی بوچھاڑ سے محفوظ رکھتے ہوئے آسانی سے میدان جنگ میں نقل وحرکت کروا سکتے تھے، جبکہ پاکستانی فوج کو ٹرکوں میں انتہائی غیر محفوظ حالت میں نقل وحرکت کرنا پڑتی۔

1971ء کی جنگ میں بھارتی فوج کی عسکری طاقت کی ایک جھلک

اب آتے ہیں فضائی طاقت کے توازن کی طرف۔

اس معرکے میں بھارتی فضائیہ نے 10 سے زائد سکوارڈن مشرقی سرحد پر تعینات کیے تھے۔ ایک بھارتی سکوارڈن میں تقریباً 18 جنگی جہاز تھے۔ بھارتی فضائی طاقت میں مگ 21 (لڑاکا طیارے)، کینبرا (بمبار)، ایس یو 17 (لڑاکا بمبار) اور زمینی کمک دینے والے طیارے اور یونٹ شامل تھے۔ اس کے علاوہ بھارتی فضائیہ کو باربردار طیاروں اور جنگی ہیلی کاپٹروں کی مدد بھی حاصل تھی۔ جبکہ پاکستان فضائیہ کا صرف ایک اسکوارڈن مشرقی پاکستان میں تھا کہ جس میں 16 سیبر طیارے تھے۔ ہوائی اڈہ بھی صرف ایک ہی تھا اور جس کے خراب ہونے کی صورت میں تمام طیارے بے کار ہو جاتے۔ جنگ کے شروع کے دنوں میں پاک فضائیہ کے شاہینوں نے بے مثال جرأت اور دلیری سے کئی بھارتی جہاز مار گرائے، مگر جلد ہی بھارتی فضائیہ نے ڈھاکہ رن وے کو مکمل طور پر تباہ کر دیا کہ جس کے بعد پاک فضائیہ کا جنگ میں کردار بالکل ختم ہی ہو کر رہ گیا اور زمینی فوج مکمل طور پر پاک فضائیہ کی کمک سے محروم ہو گئی۔

بحریہ کی صورتحال اس سے بھی بدتر تھی۔

بھارت کی بحری قوت میں سب سے طاقتور ہتھیار ان کا طیارہ بردار بحری جہاز ''وکرانت'' تھا اور اس کے علاوہ بھارتی بحریہ کے پاس معقول تعداد میں فریگیٹ، ڈسٹرائر، آبدوزیں، بارودی سرنگ صاف کرنے والا جہاز اور گن بوٹس (لڑاکا کشتیاں) بھی تھیں۔ علاوہ ازیں بھارتی بحریہ بھی اپنی فضائی طاقت یعنی متعدد سی ہاک طیاروں اور ہیلی کاپٹروں سے لیس تھی۔ جبکہ مشرقی پاکستان میں ہمارا کل بحری سرمایہ چار لڑاکا کشتیوں یعنی گن بوٹس پر مشتمل تھا کہ جن کا عام طور پر ذمہ صرف اسمگلنگ کی روک تھام ہی تھا۔

یہ تھی مشرقی محاذ پر ہماری کل عسکری طاقت۔ دوسری طرف میدان جنگ کی صورتحال یہ تھی کہ کئی مقامات پر بھارتی فوج کے ایک ڈویژن (12 ہزار فوج) کے مقابلے میں پاک فوج کی صرف ایک بٹالین (یعنی 800) کے قریب سپاہی تھے۔ دشمن کے ایک بریگیڈ (یعنی 3000 فوج) کے مقابلے میں پاک فوج کی صرف ایک کمپنی (یعنی صرف 150 سپاہی) مزاحمت کر رہے تھے۔ اس کے باوجود پاک فوج انتہائی بے جگری سے لڑی، اور محدود وسائل اور قلیل تعداد کے باوجود اپنے اپنے علاقوں کا دفاع اتنی بہادری اور کمال عسکری مہارت سے کیا کہ دنیا دیکھ کر حیران رہ گئی۔ جدید عسکری تاریخ میں کہیں ایسی مثال نہیں ملتی کہ جہاں ایک انتہائی محدود تعداد میں فوج نے ایک انتہائی مضبوط اور اپنے سے کئی گنا بڑی فوج کو تقریباً 25 دن تک روکے رکھا ہو۔ خود بھارتی آرمی چیف جنرل مانک شاہ کہ جو روزانہ کی بنیاد پر جنگ کی صورتحال کی رپورٹ وزیراعظم اندرا گاندھی کو دے رہا تھا، تسلیم کرتا ہے کہ دسمبر کے پہلے ہفتے تک بھارتیوں کی پیش قدمی مکمل طور پر رک چکی تھی اور بھارتی فوج کیلئے پاک فوج کی مزاحمت کو توڑنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔

کئی محاذوں پر تو صورتحال یہ تھی کہ درجن سے بھی کم پاکستانی سپاہیوں نے پوری پوری بھارتی پلٹن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ بریگیڈیئر سعد اللہ خان جو اس وقت ایک بریگیڈ کمانڈ کر رہے تھے، ایک موقع پر گشت کے دوران دیکھتے ہیں کہ ایک مقام پر پاک فوج کے چند سپاہی دشمن

کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ بریگیڈیئر سعد اللہ خان اور ان کے ساتھ مٹھی بھر سپاہی اپنی رائفلوں پر سنگینیں لگا کر اس طرح حملہ آور ہوئے کہ بھارتی فوج کی انفنٹری کی چار بٹالینوں اور ٹینکوں کا ایک اسکواڈرن محاذ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ 4 ٹینک بھی پاک فوج کے ہاتھ لگے۔ جس وقت 33 بلوچ رجمنٹ بریگیڈیئر سعد اللہ کی کمک کو پہنچی، اس وقت تک بریگیڈئر سعد کے پاس صرف 6 سپاہی ہی بچے تھے۔

بریگیڈیئر سعد اللہ کو اس ناقابلِ یقین بہادری پر "نشان حیدر" کیلئے تجویز کیا گیا، مگر چونکہ وہ اس معرکے میں شہید یا شدید زخمی نہیں ہوئے تھے، لہذا فوجی قوانین کے مطابق انہیں نشان حیدر نہیں دیا جا سکا۔

جمال پور گریژن کے کرنل سلطان، کمال پور کے کپتان احسن ملک اور ہلی کے میجر محمد اکرم شہید نشان حیدر نے بھی مشرقی پاکستان کی جنگ میں جرأت و شجاعت کی ایسی رومانوی داستانیں رقم کیں کہ خود دشمن بھی پاک فوج کی دلیری اور بہادری پر عش عش کر اٹھا۔

بھارتی فوج کے سپہ سالار جنرل مانک شا نے خود کپتان احسن ملک کو خط لکھا اور تسلیم کیا کہ کمال پور کا دفاع اتنا شاندار تھا کہ اس نے پوری بھارتی فوج کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ کپتان احسن ملک نے صرف 40 سپاہیوں کے ساتھ بھارتی فوج کے پورے ایک بریگیڈ کو تین ہفتے تک روکے رکھا۔

ہلی کی جنگ میں مشرقی پاکستان کے محاذ پر پاک فوج کے میجر محمد اکرم کو پہلا نشان حیدر دیا گیا تھا۔

میجر اکرم شہید، نشان حیدر

بریگیڈیئر سعد اللہ خان

کرنل سلطان

کپتان احسن ملک

(From Brigadier Hardat Singh Kler)

To : The Commander Jamalpur Garrison

I am directed to inform you that your garrison has been cut off from all sides and you have no escape route available to you. One brigade with full compliment of artillery has already built up and another will be striking by the morning. In addition you have been given a foretaste of a small element of our air force with a lot to come. The situation as far as you are concerned is hopeless. Your higher commanders have already ditched you.

I expect your reply before 6-30 pm today failing which I will be constrained to deliver the final blow for which purpose 40 sorties of MiGs have been allotted to me.

In this morning's action the prisoners captured by us have given your strength and dispositions, and are well looked after.

The treatment I expect to be given to this civilian messenger should be according to a gentlemanly code of honour and no harm should come to him.

An immediate reply is solicited.

COMD
(BRIG H. S. KLER)

10 DEC 1971

REPLY FROM COMMANDING OFFICER THE JAMALPUR GARRISON
(A bullet was wrapped in the letter)

Dear Brigadier,

Hope this finds you in high spirits. Your letter asking us to surrender has been received. I want to tell you that the fighting you have seen so far is very little, in fact the fighting has not even started. So let us stop negotiating and start the fight. Forty sorties, I may point out, are inadequate. Ask for many more.

Your point about treating your messenger well was superfluous. It shows how you under-estimate my boys. I hope he liked his tea. Give my love to the Mukties. Let me see you with a sten in your hand next time instead of the pen you seem to have so much mastery over.

Now get on and fight.

Your Sincerely,

(COMMANDER JAMALPUR FORTRESS)

10 Dec 1971.

میدان جنگ میں بھارتی بریگیڈیئر کا کرنل سلطان کو خط اور کرنل سلطان کا جواب جو ایک رائفل کی گولی کے ساتھ بھیجا گیا۔

بریگیڈیئر صدیق سالک

بریگیڈئر صدیق سالک اپنی کتاب ''میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا'' میں حوالدار حکمداد کی بہادری کی ایک داستاں یوں رقم کرتے ہیں۔

ناٹور سیکٹر میں بوگرہ کے ایک مقام پر دشمن پشت سے بھی حملہ آور ہوگیا۔ وہاں پاک فوج کی ایک کمپنی 32 پنجاب رجمنٹ تعینات تھی کہ جس کی قیادت میجر ساجد کر رہے تھے۔ میجر ساجد اس غیر متوقع حملے میں دشمن کے ہتھے چڑھ گئے، مگر ان کی کمپنی کے باقی سپاہی مورچے میں ڈٹے رہے۔ ایک مورچے میں صرف ایک حوالدار جس کا نام حکمداد تھا، ڈٹا رہا۔ حوالدار حکمداد پر دشمن نے تین حملے کیے، مگر اس نے تینوں حملے پسپا کر دیئے اور دشمن کو بھاری جانی نقصان پہنچایا۔ یہاں تک کہ بھارتی میجر نے پاکستانی میجر ساجد سے کہا کہ ''اس جنونی کو روکو ورنہ ہم اسے مورچے ہی میں روند ڈالیں گے''۔ میجر ساجد نے تامل سے کام لیا تو بھارتی سپاہیوں نے مورچے پر ایک اور زوردار حملہ کر دیا۔ حوالدار حکمداد نے اس حملے کو بھی اکیلے ہی پسپا کیا اور مزید تین بھارتی فوجی ہلاک کر دیئے۔ اب بھارتی میجر نے سیخ پا ہو کر میجر ساجد کے سینے پر ریوالور تان لیا اور دھمکی دی کہ اگر حوالدار حکمداد نے ہتھیار نہ ڈالے تو وہ میجر ساجد کو گولی مار دے گا۔ میجر ساجد نے حوالدار حکمداد کو بلند آواز سے پکار کر کہا: ''حکمداد! اب بس کر دو۔'' حوالدار حکمداد نے ٹھیٹھ پنجابی لہجے میں جواب دیا:

''صاحب جی! اپنا امینیشن تے مکائی بیٹھے او، تے مینوں آکھنے او بس کر۔۔۔!

میرے کول اجے دو میگزین باقی ہن۔''

حوالدار حکمداد نے ہار نہ مانی اور لڑتے ہوئے مزید بھارتی سپاہیوں کو جہنم واصل کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

بھارتی چیف آف آرمی سٹاف — فیلڈ مارشل سیم مانک شا

جنرل مانک شا پاک فوج کی جرات و بہادری کو یوں بیان کرتا ہے:

''پاک فوج مشرقی پاکستان میں انتہائی جانبازی سے لڑی مگر ان کی جیت ناممکن تھی۔ وہ اپنے مرکز سے ایک ہزار میل دور تھے۔ میرے پاس تیاری کیلئے آٹھ سے نو ماہ تھے۔ مجھے اپنے حریف پر 50 بمقابلہ 1 کی برتری حاصل تھی۔ اس صورتحال میں ان کے جیتنے کا سوال ہی نہ تھا، مگر پھر بھی وہ جرأت و بہادری سے لڑے''۔

جنگ کے بعد دہلی میں فتح کی ایک تقریب کہ جس میں بھارت کی تینوں افواج کے سربراہان موجود تھے، سے خطاب میں جنرل مانک شا نے کہا:

''یہ تاثر دینا صحیح نہیں کہ پاکستان نے شاندار جنگ نہیں لڑی۔ اگر ایسا ہوتا تو بھارتی افواج کو اس قدر جانی نقصان نہ اٹھانا پڑتا۔''

16 دسمبر کو پاکستانی عسکری قیادت نے عجلت میں ہتھیار ڈالنے کا جو فیصلہ کیا وہ ایک تاریخی غلطی تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ پاک فوج ان نامساعد حالات کے باوجود بھی کم از کم کئی ہفتے تک مزید مزاحمت کر سکتی تھی کہ جس کے دوران کوئی سیاسی حل نکالا جا سکتا تھا۔ اس وقت کی عسکری قیادت کی حماقتوں اور سیاسی قیادت کی غداریوں کا کفارہ پھر اس پاک فوج کو دینا پڑا کہ جو اتنی بے جگری سے انتہائی مشکل حالات میں جنگ لڑ رہی تھی۔

یہ درست ہے کہ آخر میں ہمیں مشرقی پاکستان میں شکست ہوئی، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ دلیری اور بے جگری سے لڑنے والی فوج بھی وہی تھی کہ جو مشرقی پاکستان میں اپنے سے پچاس گنا زیادہ بڑے دشمن کے خلاف، بڑی بے سروسامانی کے عالم میں، غداروں سے گھرے ہوئے محاذ پر کہ جہاں دوست اور دشمن کی پہچان کا کوئی طریقہ نہ تھا، یقینی موت کو سامنے دیکھ کر بھی، پاکستان کے دفاع کیلئے آخری دم تک لڑتی رہی۔

دنیا کی کوئی بھی فوج اپنی صفوں میں غداروں کے ہوتے ہوئے جنگ نہیں جیت سکتی چاہے کتنی ہی سرفروشی اور جانثاری سے کیوں نہ لڑے، اور یہی کچھ پاک فوج کے ساتھ مشرقی پاکستان میں ہوا۔ جنرل یحیٰی اور جنرل نیازی کی عسکری غلطیوں اور بھٹو اور مجیب کی سیاسی غداریوں کا خمیازہ پوری قوم کو پھر سقوط ڈھاکہ کی شکل میں بھگتنا پڑا کہ جس کا زخم آج بھی اتنا ہی گہرا ہے کہ جتنا کہ نصف صدی قبل تھا۔

زندہ قوموں کی تاریخ میں ایسے موڑ آتے ہیں کہ جہاں انہیں جھنجوڑ کر جگایا جاتا ہے۔ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ ہزاروں ستاروں کی موت سے ہی ایک نئی صبح پیدا ہوتی ہے۔

کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

سقوط ڈھاکہ بھی ہماری تاریخ کا ایک ایسا ہی موڑ تھا۔ ہمیں چوٹ تو ضرور لگی، لیکن ہم پہلے سے زیادہ مضبوط اور مستعدی سے کھڑے بھی ہو گئے۔

میجر جنرل شیرو تھپلیال ”

اس حوالے سے بھارتی فوج کا میجر جنرل شیرو تھپلیال کہتا ہے:

”اگرچہ بنگلہ دیش کی تخلیق برصغیر کی تاریخ میں ایک شاندار موڑ سمجھا گیا، مگر اب یہ ایک خوفناک خواب نظر آتا ہے۔۔۔ بنگلہ دیش کی تخلیق کے ساتھ ہی ہم نے پاکستان کو اپنا ازلی دشمن بنا لیا ہے کہ جس کے ایمان کا حصہ اب ہندوستان کے حصے بخرے کرنا ہے۔ بنگلہ دیش پاکستان کا مشرقی حصہ ہونے کے ناطے ایک غیر متوازن ملک تھا۔ اس حصے کو توڑنے سے اب پاکستان ایک جڑا ہوا مضبوط اکائی کی صورت میں ایک ملک ہے، جس کی مسلح افواج نہ صرف بہتر طور پر اپنے ملک کا دفاع کر سکتی ہیں بلکہ ہندوستان کے اندر بھی جارحانہ کارروائیاں کر سکتی ہیں۔

بنگلہ دیش اس دوران اب اپنی دوسری انتہا پر ہے۔ نہ صرف اس نے تاریخ سے اپنی آزادی کیلئے ہندوستان کی مدد کو نکال باہر کیا ہے، بلکہ وہ اس وقت پاکستانی کیمپ میں ہے۔“

“ Born To Be Hanged ”

“ Born To Be Hanged ”

اب آتے ہیں سقوط ڈھاکہ کی گھناؤنی سازش کے دوسرے مرکزی کردار کی طرف: ذوالفقار علی بھٹو!

اس سے پہلے کہ ہم سانحہ سقوط ڈھاکہ میں بھٹو کی غداری پر بات کریں، مناسب ہوگا کہ بھٹو کی اپنی شخصیت اور کردار کے بارے میں جان لیں۔ اس حوالے سے اُس وقت پاکستان میں تعینات برطانوی سفیر کی بھٹو کے بارے میں رائے پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ حیرت انگیز طور پر مردم شناس برطانوی سفیر بھٹو کے بارے میں جس قدر بیباک انداز میں سچائی بیان کرتا ہے، وہ یقیناً حیران کن ہے۔

“

”یقیناً بھٹو کے پاس وہ تمام خصوصیات تھیں کہ جو بلندیوں تک پہنچانے میں مددگار ہوتی ہیں: جوش، سحر انگیزی، تخیل، ذہانت، زندگی کی رنگینیوں کا شوق، فصاحت و بلاغت، توانائی، مضبوط اعصاب، رگ ظرافت اور بہت ہی موٹی کھال۔ ایسا امتزاج شاذ و نادر ہی کسی میں پایا جاتا ہے اور یہی بھٹو کے اقتدار کے ایوانوں تک رسائی کا باعث تھا۔ مگران سب کے باوجود...... میں کیسے کہوں اس کے وجود سے آتش جہنم کی غلیظ بدبو آتی تھی۔ وہ حقیقتاً انتہائی درجے تک فاسد شیطان تھا۔

میرے لیے یہ بالکل واضح تھا کہ اس کے دل میں نہ تو کوئی شرم وحیاء ہے اور نہ ہی دوسرے انسانوں کیلئے کوئی عزت۔ اس کی نظر میں سوائے اس کی اپنی ذات کے کسی اور چیز کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ مجھے اس کی ذات میں ایسی سفاکی اور ظلم کرنے کی صلاحیت نظر آئی کہ جو غیر معمولی اور غیر فطری تھی۔ اس کی تمام تر صلاحیتوں کے باوجود مجھے پورا یقین تھا کہ ایک دن بھٹو اپنے آپ کو تباہ کروالے گا۔ کب؟ یہ میں نہیں بتا سکتا تھا۔

1965ء میں برطانوی ہائی کمشنر کی حیثیت سے اپنے ایک مراسلے میں اپنے نقطے کو واضح کرنے کیلئے میں نے لکھا کہ:

”بھٹو پیدا ہی اس لیے ہوا ہے کہ اس کا انجام پھانسی پر ہو۔“

مجھے اس وقت اندازہ نہیں تھا کہ میرا یہ تبصرہ **14** برس کے بعد اس طرح حقیقت کا روپ دھار لے گا۔“

(سر جیمز مورس، پاکستان میں برطانوی سفیر 1965-1961ء)

303

Letter from Mr. Z. A. Bhutto to Major General Iskander Mirza

AIR MAIL,
REGISTERED.

CONFIDENTIAL.

Chairman,
PAKISTAN DELEGATION TO THE UNITED NATIONS CONFERENCE
ON THE LAW OF THE SEA

April. 1958

H.E.Major-General Iskander Mirza,
President of the Islamic Repûblic of Pakistan,
KARACHI.
PAKISTAN.

My dear Sir,

Only a few lines to let you know that I am discharging my responsibilities here to the best of my ability. I shall give you a detailed report of my work on my return to Pakistan, and I am sure you will be satisfied with the manner in which I have done my humble best to serve the interests of my Country and my President.

I would like to take this opportunity to reassure you of my imperishable and devoted loyalty to you. Exactly four months before the death of my late Father, he had advised me to remain steadfastly loyal to you; as you were "not an individual but an institution". For the greater good of my own Country, I feel that your services to Pakistan are indispensable. When the history of our Country is written by objective Historians, your name will be placed even before that of Mr. Jinnah. Sir, I say this because I mean it and not because you are the President of my Country.

If I have the conviction and the courage to enter into a dispute with a Prime Minister, I do not think I could be found guilty of the charge of flattery.

If you and the Begum Sahiba require anything from here, please do not hesitate to order me for it.

With profoundest respects both to you and to the Begum Sahiba,

Yours sincerely,

(Zulfikar Ali Bhutto)

I attach hereto text of my Statements made on the 17th and 25th of March, 1958 respectively.

یہی شیطانی ذہنیت اور گراوٹ کی حد تک خوشامد کرنے کی صلاحیت بھٹو کو 1950ء کی دہائی میں ہی اقتدار کے ایوانوں تک لے جا چکی تھی۔ صدر پاکستان سکندر مرزا کو لکھے گئے ایک خط میں بھٹو ان کی خوشامد کرتے ہوئے انتہائی بے شرمی اور ڈھٹائی سے لکھتا ہے:

''جب بھی پاکستان کی حقیقی تاریخ لکھی جائے گی، تو اس میں آپ کا نام یقیناً مسٹر جناح کے نام سے بھی اوپر لکھا جائے گا۔''

ذوالفقار علی بھٹو، صدر ایوب خان سے اپنے عہدے کا حلف لیتے ہوئے

اور پھر سکندر مرزا کے اقتدار سے ہٹتے ہی بھٹو نے یہی خوشامد اور بوٹ چاٹنے کا عمل جنرل ایوب خان کے ساتھ شروع کر دیا اور جلد ہی ایوب خان کو اپنا ''ڈیڈی'' کہنے لگا۔ ایوب خان کی فوجی کابینہ میں بھٹو واحد سویلین تھا۔ ایوب خان کی خوشامد، اپنی شخصیت کی سحر انگیزی اور آکسفورڈ یونیورسٹی کی تعلیم اسے امور خارجہ کی وزارت تک لے گئی۔ لیکن بھٹو کی زندگی کا مقصد وزارت خارجہ پر رکنا نہیں بلکہ وزیر اعظم بننا تھا، اور اس مقصد کیلئے اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خود اس کا ''ڈیڈی'' تھا۔

یہ وہ دور تھا کہ جب پاکستان صنعتی اور زرعی ترقی میں پوری دنیا کو حیران کر رہا تھا۔ ایوب خان نہ صرف ایک مضبوط فوجی حکمران تھے بلکہ عوام میں ہر دلعزیز بھی۔ ایوب کو اقتدار سے ہٹانے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ ان کے خلاف ایک عوامی تحریک چلائی جائے، یا پھر بھارت سے جنگ چھیڑ دی جائے۔ یوں اگر جنگ میں پاکستان کو شکست ہو جاتی ہے تو پھر ایوب خان کو اقتدار سے ہٹانا آسان ہو جائے گا۔

اکرم ذکی

معروف پاکستانی سفارتکار اکرم ذکی اس حوالے سے اپنی ذاتی معلومات کی بنیاد پر کہتے ہیں:

''بھٹو کہا کرتا تھا کہ صدر ایوب خان کو ہٹانے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ بھارت سے جنگ چھیڑ دی جائے''۔

PATRIOTS CUT SRINAGAR-JAMMU ROAD

9 bridges blasted: arms, food depots seized

HEAVY INDIAN CASUALTIES IN WIDESPREAD, FIERCE FIGHTING

Panic grips Srinagar

RAWALPINDI, AUG 10: THE FREEDOM FIGHTERS IN INDIAN OCCUPIED KASHMIR HAVE CUT OFF THE SRINAGAR-JAMMU ROAD AND HAVE CAPTURED A NUMBER OF MAJOR AMMUNITION DEPOTS AND FOOD STOCKS OF THE INDIAN ARMY OF OCCUPATION, IT WAS ANNOUNCED TONIGHT BY "SADAE KASHMIR", THE SECRET RADIO STATION OF THE REVOLUTIONARY COUNCIL.
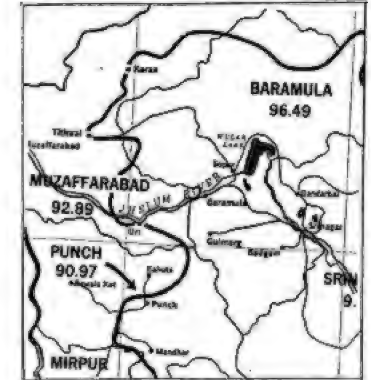
Liberation plan unfolded

REVOLUTIONARY COUNCIL DECREE

MUZAFFARABAD, Aug 10: The Revolutionary Council set up in occupied Kashmir by the Freedom-fighters today announced the establishment of a National Government of the people of Jammu and Kashmir.

The announcement of the formation of the Government had been made by the Revolutionary Council through a proclamation contained in the posters splashed across the walls of Srinagar and other big towns of occupied Kashmir.

Proclamation

The following is the text of the proclamation:

The Revolutionary Council of Kashmir proclaims:

Brave Kashmiris:

Arise, for now is the time.

We have suffered long enough under the oppressive and treacherous rule of impostors and enemy agents.

Long enough have we allowed the traitors, to further the enemy designs.

Remember that a Hindu despot who ruled over us, in utter disregard of the wishes of the people sold us to India in 1947. This was the second sale of our land through a fradulent and ignoble deed, which brought the might of the cursed Indian army into our beautiful and peaceful land.

اس دور میں فوجی ہائی کمان میں کشمیر کی تحریک آزادی کی حمایت اور مسلح جدوجہد کے حوالے سے مثبت سوچ پائی جاتی تھی۔ اسی حوالے سے ''آپریشن جبرالٹر'' کے نام سے ایک جنگی منصوبہ ترتیب دیا گیا کہ جس کے تحت کشمیر بزور شمشیر حاصل کرنا مقصود تھا۔ منصوبے پر عملدرآمد سے پہلے یہ اندازہ لگانا ضروری تھا کہ آیا جنگ صرف کشمیر تک محدود رہے گی یا پھر بھارت پاکستان پر جواباً حملہ کر دے گا۔ اسی نقطے سے متعلق ایوب خان نے اپنے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو سے مشورہ مانگا کہ اگر ہم کشمیر پر چڑھائی کریں گے تو بھارت کا کیا ردعمل ہوگا۔ بھٹو نے ایوب خان کو یقین دلایا کہ بھارت 1962ء کی جنگ میں چین سے بہت بری طرح مار کھا چکا ہے، اور اب بھارتی فوج میں اتنا دم خم نہیں ہے کہ وہ کشمیر پر ہمارے حملے کا کوئی بھرپور جواب دے سکے، لہٰذا آپ بھارتی حملے سے بے فکر ہو کر ''آپریشن جبرالٹر'' کا آغاز کر دیں۔

آپریشن جبرالٹر کے تحت پاکستان نے 8 ہزار مسلح فوج کہ جن میں کمانڈو دستے اور مجاہدین بھی شامل تھے، کشمیر میں داخل کر دیئے۔ اس آپریشن کی کامیابی کا تمام تر انحصار اس بات پر تھا کہ بھارت کا جوابی ردعمل ''دفاعی'' ہوگا اور بھٹو اس بات کی یقین دہانی بھی کروا چکا تھا۔ اگرچہ ایوب خان کو اس کے کچھ جرنیلوں نے یہ تنبیہ بھی کی تھی کہ آپریشن جبرالٹر کے بعد بھارت ضرور جوابی ردعمل دے گا، لہٰذا ہمیں

پاکستان اور بھارت میں جنگ شروع ہوگئی

پاکستان کی فوج میدان میں آگئی

بدترین جنگ کے بعد دشمن کو پسپا کر دیا گیا۔ بیسیوں بھارتی فوجی ہلاک

بھارت کی طرف سے کسی بھی ممکنہ حملے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔ مگر ایوب خان سے یہاں تزویراتی غلطی ہوگئی کہ انہوں نے بھٹو پر اندھا اعتماد کیا۔ آپریشن جبرالٹر کے ساتھ ہی ''آپریشن گرینڈ سلام'' پر بھی عمل شروع کر دیا گیا کہ جس کا مقصد اکھنور پر قبضہ کرنا تھا۔ گوکہ کشمیر میں جھڑپیں شروع ہو چکی تھیں، مگر بھٹو نے ایوب کو مکمل طور پر یقین دلا دیا تھا کہ بھارت کسی صورت میں بھی بین الاقوامی سرحد عبور نہیں کرے گا۔

مگر پاکستان کی فوجی قیادت کی توقع کے خلاف بھارت بین الاقوامی سرحد عبور کر کے سیالکوٹ اور لاہور پر حملے کا منصوبہ بنا چکا تھا۔ یہاں بھی قدرت نے پاکستان کو ایک موقع دیا کہ وہ اس حملے کیلئے خود کو تیار کر لے۔ عین اس وقت یعنی بھارتی حملے سے صرف تین دن پہلے، 3 ستمبر 1965ء کو بھارت میں موجود پاکستانی ہائی کمشنر ارشد حسین نے وزارت خارجہ کو ایک اہم انتباہی ٹیلی گرام بھیجا کہ بھارت 6 ستمبر کو بین الاقوامی سرحد عبور کر کے پاکستان پر حملہ کرنے جا رہا ہے۔ یہ مراسلہ بھٹو نے پڑھا اور خاموشی سے اپنی میز پر ہی چھوڑ دیا اور ایوب خان کو اس کی اطلاع نہیں دی۔ ملک وقوم سے بدترین خیانت شروع ہو چکی تھی۔

پاک فوج بھارت کی جانب سے ہونیوالے حملے کیلئے بالکل بھی تیار نہ تھی، حال یہ تھا کہ فوج کے سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد چھٹی پر تھی۔ 6 ستمبر کی صبح جب بھارت نے لاہور پر حملہ کیا تو اس وقت بارڈر پر دفاع کیلئے بلوچ رجمٹ کی صرف ایک کمپنی تھی کہ جس کی قیادت میجر شفقت بلوچ کر رہے تھے۔ پاک آرمی کا 10 انفنٹری ڈویژن کہ جس کے ذمے لاہور شہر کا دفاع ہے، اپنی چھاؤنی میں تھا۔ اتفاق سے پاکستان ایئر فورس کے کچھ طیارے معمول کی پرواز پر تھے، اور انہوں نے بھارتی فوج کو بین الاقوامی سرحد پار کرتے دیکھا۔ لیکن اس وقت تک بھارتی افواج لاہور اور سیالکوٹ میں تقریباً داخل ہو چکی تھیں۔ پاک فوج کے جوانوں کی لازوال بہادری کی بدولت ہم دشمن کو اپنی سرحد سے باہر نکالنے میں کامیاب ہوئے۔ سیالکوٹ کا دفاع ایک الگ رومانوی داستان ہے۔ اس جنگ میں پاکستان نے جرأت و دلیری کی ایسی ایسی داستانیں رقم کیں کہ قرون اولیٰ کی یادیں تازہ ہوگئیں۔ اس پاک سرزمین کے دفاع کیلئے پوری قوم نے سرفروشی سے قربانیاں دیں، مگر جو غداری بھٹو نے کی، اس سے جو جانی و مالی نقصان ہوا، وہ ناقابل معافی و ناقابل تلافی ہے!

THE AUSTRALIAN

TUESDAY SEPTEMBER 14 1965

BIGGEST TANK BATTLE SINCE WORLD WAR II

PAKISTANI VICTORY

Huge losses on both sides

Pakistani forces have repulsed a massive Indian armored assault in the greatest tank battle since the African desert campaign of World War II.

In a desperate, two-day battle among the maize fields of West Pakistan, the Pakistani forces have turned back an Indian force estimated at 50,000 men supported by hundreds of

RIVER THEIR LAST ENEMY

DRUG CUT SAVE

Australia will give away £60m this year

گنگا جہاز

یہاں ہم ایک اور واقعے کا بھی ذکر کرتے چلیں کہ جو جنوری 1971 کے مہینے میں بھارتی طیارے کے ''اغواء'' کے حوالے سے ہے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ یہاں بھی پاکستان کی پشت میں خنجر گھونپنے کا کام بھٹو نے کیا۔

بھارتی خفیہ ایجنسیوں اور مجیب الرحمٰن کے درمیان جب اگرتلہ میں یہ طے پایا جاچکا تھا کہ کیسے مکتی باہنی کی مدد سے مشرقی پاکستان کو توڑنا ہے، تو اس منصوبے کی کامیابی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ پاک فوج ہی تھی۔ لہٰذا پلان کی کامیابی کیلئے یہ ضروری تھا کہ مشرقی پاکستان میں پاک فوج کو کیسے کمزور اور بے سروساماں کیا جائے۔ بھارت یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ جب مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی خانہ جنگی برپا کرے گی تو اس پر قابو پانے کیلئے مغربی پاکستان سے اضافی تازہ دم فوج اپنے مکمل سامان حرب کے ساتھ مشرقی پاکستان کی حفاظت کیلئے پہنچ جائے گی۔ لہٰذا بھارت کیلئے یہ ضروری تھا کہ وہ مغربی پاکستان کی فوج کو مشرقی پاکستان جانے سے روکے اور اس مقصد کیلئے لازم تھا کہ بھارت اپنی فضائی حدود کو پاکستان کیلئے بند کردے۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب بھارت اور پاکستان میں بظاہر ''امن'' کی فضا تھی اور بھارت کے پاس پاکستان کیلئے اپنی فضائی حدود بند کرنے کی کوئی ٹھوس وجہ نہ تھی۔ اسی مقصد کے تحت جنوری 1971ء میں بھارتی خفیہ ایجنسیوں نے طیارہ ''ہائی جیکنگ'' کا ایک منصوبہ بنایا۔

منصوبے کیلئے تین چیزیں درکار تھیں۔

☆ ایک عدد طیارہ ☆ ہائی جیکرز ☆ پاکستان کی سیاسی قیادت میں ''اپنا بندہ''

طیارے کے حصول کیلئے انڈین ایئر لائن کے اس طیارے کا انتخاب کیا گیا کہ جسے بہت عرصہ پہلے ہی فضائی بیڑے سے ریٹائر کردیا گیا تھا۔ یہ ایک بہت پرانا فوکر جہاز تھا کہ جس کا نام ''گنگا'' تھا۔ ہائی جیکر کیلئے جس شخص کا انتخاب کیا گیا، اس کا نام ہاشم قریشی تھا اور وہ بھارت کی بارڈر سیکورٹی فورس میں سب انسپکٹر کے عہدے پر فائز تھا۔ پاکستان سے جس ''مددگار'' کا انتخاب کیا گیا، وہ تھا ذوالفقار علی بھٹو!

پلان کے مطابق ہاشم قریشی کشمیری مجاہدین کے روپ میں گنگا طیارے کو اغواء کر کے لاہور لائے گا۔ مطالبے کے طور پر بھارت سے کشمیری مجاہدین کی رہائی کا تقاضا کیا جائے گا، طیارے کے مسافروں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا، اور ہائی جیکر پاکستان میں صرف بھٹو سے ہی مذاکرات کرے گا اور مذاکرات کی کامیابی کے بعد طیارے کو آگ لگادی جائے گی، تاکہ کوئی ثبوت باقی نہ بچیں۔

“

The Samba Spying Case

B M SINHA

بھارت مصنف بی ایم سنہا اپنی کتاب ''سمبا سپائنگ کیس'' میں لکھتا ہے کہ:

''طیارے ہائی جیکنگ کا منصوبہ بھارت کے ''محبِ وطن'' لوگوں نے نہایت چالاکی سے بنایا۔ یہ بغل میں چھری منہ میں رام رام کی سیاست کی ایک بہت ہی اہم مثال ہے۔ اس منصوبے کا ایک مقصد تو یحییٰ حکومت کی طاقت کو دیکھنا اور دوسرا پاکستان کیلئے اپنی فضائی حدود بند کرنا تھا، تاکہ پاکستان اپنے فوجیوں کو مشرقی پاکستان نہ بھیج سکے۔ منصوبے کے مطابق ہاشم قریشی جو بارڈر سیکورٹی فورس کا ایک سب انسپکٹر تھا، وہ طیارہ ہائی جیک کرے گا، اور تاثر یہ دیا جائے گا کہ قریشی کا تعلق کشمیر کی آزادی کی تحریک سے ہے اور وہ اپنے مطالبات میں کشمیر کی آزادی کی تحریک میں گرفتار کارکنوں کی رہائی کا مطالبہ کرے گا۔ قریشی کو یہ بھی سمجھایا گیا تھا کہ وہ مذاکرات صرف ذوالفقار علی بھٹو سے ہی کرے گا، حالانکہ اس وقت ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت میں کوئی حیثیت نہیں تھی، اور پھر ملاقات کے بعد طیارے کو دھماکے سے اڑادے گا''۔

یہ منصوبہ مکمل کامیابی سے پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ ہاشم قریشی گنگا نامی طیارہ کو کہ جس میں مسافروں کے طور پر بھارت کے فوجی افسر اوران کی بیگمات سوار تھیں، ہائی جیک کر کے لاہور لے آیا۔ دودن کے بعد اس نے تمام مسافروں کو بغیر کوئی نقصان پہنچائے چھوڑ دیا اور بھٹو سے ملاقات کی۔ بھٹو نے فاتحانہ انداز میں ہاشم قریشی کا استقبال کیا اور پھر بھٹو سے ملاقات کے بعد طیارے کو جلا دیا گیا۔

سنہا مزید کہتا ہے:

''منصوبے کی کامیابی کیلئے یہ ضروری تھا کہ بھٹو اس میں مکمل ساتھ دے، تا کہ اس سے بھارت یہ پراپیگنڈہ کرنے میں کامیاب ہو سکے کہ یہ منصوبہ پاکستان کی جانب سے تیار کیا گیا تھا''۔

حیران کن بات یہ تھی کہ پاکستان کی تمام سیاسی قیادت نے اس طیارے کے اغواء کی پرزور مذمت کی تھی۔۔۔سوائے ذوالفقار علی بھٹو کے!

بھٹو نے ایک طرف تو 65ء کی جنگ میں پاک فوج کو یقینی بھارتی حملے سے بے خبر رکھ کر شدید نقصان پہنچایا تو 71ء میں بھارتی فضائی حدود کی پاکستان کیلئے پابندی میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اس واقعے کے بعد بھارت نے پاکستان کیلئے اپنی فضائی حدود بند کردی۔ اب مشرقی پاکستان کو اپنے مرکز سے کاٹنے کا عمل مکمل ہو چکا تھا۔ آنے والے وقتوں میں پاکستانیوں کو ایک انتہائی طویل سفر براستہ سری لنکا کر کے مشرقی پاکستان جانا پڑتا۔ حال یہ تھا کہ سری لنکا میں ہوائی جہازوں کا ایندھن بھی موجود نہ ہوتا، تو پہلے پاکستان وہاں طیاروں کا ایندھن بھیجتا، پھر پی آئی اے کے طیارے پاک فوج کے جوانوں اور ضروری رسد کو لے کر مشرقی پاکستان جاتے۔

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں، جب بھی پاکستان کو سفارتی یا عسکری محاذ پر شکست ہوئی، وہاں آپ کو ذوالفقار علی بھٹو کا مشکوک ترین کردار ضرور نظر آئے گا۔

65ء میں جنگ سے پہلے بھٹو نے جو کردار ادا کیا، وہ تو ہم بیان کر چکے ہیں، اب دیکھتے ہیں 65ء کی جنگ کے بعد بھٹو نے پاکستان کو کمزور کرنے میں کیا کردار نبھایا۔ بھٹو کو امید تھی کہ 65ء کی جنگ میں پاکستان کو شکست ہوگی اور اس کے نتیجے میں ایوب خان کو اقتدار سے الگ کر دیا جائے گا۔ اور اس کا یہ اندازہ درست بھی تھا، کیونکہ جس طرح بھارت نے اچانک حملہ کیا تھا، اور جو اس وقت پاکستان آرمی کی تیاری تھی، اس سے جنگ کا نتیجہ یقیناً ہمارے خلاف ہی نکلتا۔ مگر پاکستان فوج کی بے مثال بہادری اور قربانیوں نے اپنوں کی خطاؤں اور دشمن کی سازشوں کا کفارہ اپنے خون سے ادا کیا۔ دشمن کے تمام تر اندازے غلط ثابت ہوئے۔ اس جنگ کے بعد ایوب خان مزید طاقتور اور ہردلعزیز حکمران بن کر ابھرے۔ اب بھٹو کے پاس اور کوئی راستہ نہ تھا سوائے اس کے کہ سول نافرمانی کے ذریعے ایوب خان کے خلاف بغاوت برپا کر دی جائے۔

65ء کی جنگ کے بعد کہ جب بھٹو پاکستان کا وزیر خارجہ ہی تھا تو پاکستان اور بھارت کے درمیان روس کے شہر تاشقند میں ایک جنگ بندی کا معاہدہ ہوا کہ جس میں پاکستان کی جانب سے ایوب خان، بھٹو اور بھارت کی جانب سے وزیر اعظم شاستری نے دستخط کیے۔ تاشقند معاہدے میں جنگ بندی کو مستقل امن کی حیثیت دے دی گئی۔ ملک میں عام طور پر لوگ تاشقند معاہدے سے خوش نہ تھے کیونکہ تاثر یہ تھا کہ پاکستان نے جیتی ہوئی جنگ میں امن معاہدہ کر کے بھارت کیلئے ایسے موقع پر آسانی پیدا کر دی کہ جب اس کی مکمل شکست کے اسباب بن چکے تھے۔ گو کہ یہ معاہدہ بھٹو نے ہی تحریر کیا تھا اور وہی ایوب خان کے ساتھ ملک کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے دستخط کرنے کا ذمہ دار

تھا، مگر اس نے تاشقند سے واپس آتے ہی وزارت سے استعفیٰ دے کر یہ پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ ایوب خان نے تاشقند معاہدے میں ملک کو فروخت کر دیا ہے۔ عوامی جذبات کو بھڑکا کر ایوب خان کے خلاف بغاوت برپا کرنے کیلئے اس نے اپنی سیاسی جماعت ''پاکستان پیپلز پارٹی'' کی بنیاد رکھی اور ایوب کے ہی خلاف سیاسی تحریک کا آغاز کر دیا۔

یہ وہی وقت تھا کہ جب مشرقی پاکستان میں مجیب الرحمٰن کی اگرتلہ سازش بھی پکڑی جا چکی تھی اور وہ پاکستان میں قید تھا۔ ایوب خان شیخ مجیب پر غداری کا مقدمہ چلانا چاہتا تھا، مگر بھٹو نے اب مغربی پاکستان میں ایک منظّم سیاسی بغاوت کا آغاز کر دیا تھا اور اس کیلئے اس نے پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں خصوصاً شیخ مجیب الرحمٰن کے ساتھ اتحاد کر لیا۔ نوابزادہ نصر اللہ خان، جماعت اسلامی، عوامی نیشنل پارٹی اور حتیٰ کہ آج کے دور کے شیخ رشید بھی، بھٹو کے ساتھ مل کر ایوب خان کے خلاف ملک میں خانہ جنگی اور فساد برپا کرنے لگے۔ تمام سیاسی جماعتوں نے ایوب حکومت پر دباؤ ڈالا کہ مجیب الرحمٰن کے خلاف غداری کے مقدمات کو واپس لیا جائے اور ملک میں نئے انتخابات کروائے جائیں۔ 1969ء تک حالات اس قدر خراب ہو چکے تھے کہ ایوب خان کو استعفیٰ دینا پڑا اور اقتدار اس وقت کے آرمی چیف جنرل یحییٰ خان کے حوالے کر دیا، کہ جس نے سیاسی دباؤ میں آ کر ملک میں انتخابات کروانے کا اعلان کر دیا۔

STUDENTS ARE UNITED AGAINST

DAWN

KARACHI

COUNTRY PUT UNDER MARTIAL LAW: CONSTITUTION ABROGATED

Ayub quits: Yahya becomes Chief ML Administrator

Assemblies, Ministers, Governors defunct

No other recourse was left, says Ayub

Call for co-operation with Armed Forces

Martial Law Regulations issued

Offences, punishments and procedure listed

RAWALPINDI, March 25: Field Marshal Mohammad Ayub Khan today stepped down as President of Pakistan and handed over power to Army chief General Agha Mohammad Yahya Khan who placed the country under Martial Law with immediate effect.

Yahya to address nation today

Ayub's letter to Yahya

Martial Law Orders

Proclamation

آزاد

مودودی تھا!

شیخ رشید نے جماعت اسلامی کا برج الٹ دیا

بھٹو آ گیا

قوم نے سوشلزم کے حق میں فیصلہ دے دیا

پاکستان پیپلز پارٹی نے پنجاب اور سندھ میں تختہ الٹ دیا

مشرقی پاکستان عوامی لیگ کا ہے

سرحد میں ولی خان نیپ جیت گئی

پیپلز پارٹی کے آٹھوں امیدوار کامیاب ہو گئے

لاہور آزاد ہو گیا: پچاس سال پرانے بت پاش پاش

جاوید اقبال، صلاح الدین، محمد حسین، ذکا اور ...

FIX-UP

مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ اور
مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی
کی زبردست کامیابی

مشرق

مفتی محمود ڈیرہ اسماعیل خاں میں بھٹو کے مقابلے میں کامیاب ہو گئے

دولتانہ، خان قیوم، نورالامین، نوابزادہ نصراللہ اور چوہدری ظہور الٰہی منتخب ہو گئے

پہلے عام انتخابات نے پاکستان میں جماعتی سیاست کا نقشہ بدل دیا

انتخابی نتائج — الیکشن ۱۹۷۰ء

قومی اسمبلی ۳۰۰		کونسل مسلم لیگ	مسلم لیگ قیوم گروپ	کنونشن مسلم لیگ	پیپلز پارٹی	جماعت اسلامی	جمہوری پارٹی	جمعیت علمائے اسلام (ہزاروی)	جمعیت علمائے پاکستان	نیشنل عوامی پارٹی (ولی)	عوامی لیگ	آزاد
پنجاب	۸۲	۶		۱	۶۸	۱	۱					۵
سندھ	۲۷		۱		۱۹	۳			۱			۳
سرحد	۲۵		۵		۲	۱		۶	۳	۳		۴
بلوچستان	۴	۱						۱		۱		
مشرقی پاکستان	۱۶۲						۱				۱۰۹	
میزان	۳۰۰	۷	۶	۱	۸۹	۵	۲	۷	۵	۳	۱۰۹	۱۳

۸ دسمبر — ۲½ بجے صبح تک موصول ہونے والے نتائج

اب صورتحال یہ تھی کہ مشرقی پاکستان مکمل طور پر مجیب الرحمٰن اوراس کے دہشت گرد گروہ مکتی باہنی کے کنٹرول میں جا چکا تھا اور مغربی پاکستان میں بھٹو کی پیپلز پارٹی سب سے مضبوط جماعت کے طور پر سامنے آ چکی تھی۔

1970ء کے انتخابات کے نتائج بھی وہی سامنے آئے کہ جو متوقع تھے۔یعنی مشرقی پاکستان میں مکمل طور پر مکتی باہنی کے دہشت گردوں کے ذریعے مجیب نے اکثریت حاصل کر لی،اور مغربی پاکستان میں بھٹو نے اکثریت حاصل کی۔سیاسی صورتحال میں فوج کے پاس مزید اقتدار میں رہنے کا جواز ختم ہو چکا تھا۔یحییٰ خان شراب میں ڈوبا ہوا ایک عیاش حکمران تھا اور قطعی طور پر بھٹو سے ٹکرانے کی سکت نہیں رکھتا تھا۔انتخابات کروانے کے بعد مزید مارشل لاء لگانے کا نہ تو کوئی جواز تھا اور نہ ہی فوج ان سیاسی جماعتوں سے تصادم کا راستہ اختیار کر سکتی تھی۔مجیب الرحمٰن کو وزیراعظم بنانے کا مطلب صرف یہ تھا کہ اندرا گاندھی کو ہی پاکستان کا وزیراعظم لگا دیا جائے۔مگر دوسری جانب اپنی اقتدار کی ہوس کی وجہ سے بھٹو بھی کسی صورت میں مجیب کو وزیراعظم بنتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔گو کہ پاکستان کے ٹوٹنے کا ذمہ دار سیاسی جماعتوں کی طرف سے یحییٰ خان کو ٹھہرایا جاتا ہے،مگر حقیقت یہ ہے کہ اس سارے المیے میں اس کا کردار صرف واجبی سا ہی رہا۔اس کا اقتدار بہت محدود عرصے کیلئے تھا اور اس نے عسکری حماقتیں تو ضرور کیں مگر سیاسی فساد کھڑا کرنے میں اس کا کوئی کردار نہ تھا۔سقوط ڈھاکہ کے تمام کرداروں کی تاریخ یحییٰ خان کے دور اقتدار سے بہت قبل شروع ہوتی ہے،گو کہ اس کا انجام اس کے دور میں ہوا۔اس المناک داستان کے صرف دو ہی مرکزی کردار تھے،ان دو غداروں کی آپس کی جنگ اور حصول اقتدار کی ہوس نے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

ston Globe

Salad Days

MORNING, MARCH 27, 1971 — Telephone 288-8000 — 38 Pages—15c

East Pakistan Secedes, Civil War Breaks Out

From Wire Services

NEW DELHI, India — Civil war was reported in East Pakistan yesterday and thousands of villagers fought West Pakistani troops in four major cities, even using spears and clubs in the battles, the Press Trust of India news agency (PTI) reported.

UPI said early this morning that fierce street fighting was raging in the capital city of Dacca and the governmental All-India radio in neighboring India reported army troops were using tanks against the rebels.

Quoting "highly reliable reports, reaching Indian border areas, the India news agency said fighting was raging in Chittagong, Dacca, Camilla and Rangpur. Dacca, with a population of 789,000, is the largest city in the eastern province."

As the army moved to crush a secessionist movement led by Sheikh Mujibur Rahman — denounced as a traitor by President Yahya Khan in a nationwide broadcast earlier yesterday — the agency said the fighting had assumed

MUJIBUR RAHMAN
. . . labeled a traitor

the proportions of civil war.

One report said 1000 West Pakistani commandos were flown into East Pakistan via China during the past two days.

The Indian news agency was quoted by UPI as saying reports from along the border indicated 10,000 additional Pakistani federal troops arrived aboard five ships Thursday night and early yesterday at Chittagong and were quickly moved into Dacca, Comilla and Jessore. The 10,000 reinforcements would raise the total number of federal Pakistani troops in East Pakistan to about 70,000.

The East Pakistan Rifles a type of civil militia, and the police have sided with Rahman's Bengali followers in the battle against the army, all reports said. Most of the federal soldiers are Punjabis from West Pakistan, where the federal government is seated. There were no figures immediately available on the total number of East Pakistani troops.

Dacca Radio, which supported Rahman, said in an early morning broadcast at least 110 persons were killed and several hundred wounded by army attacks on civilians in Dacca, Rangpur and the port city of Chittagong. Shortly afterward, the radio said it was leaving the air because it had been taken over by army troops.

Reuter said fighting was said to be heavy in Rangpur where West Pakistan troops are reported to have shot and killed at least 20 persons two days ago.

Associated Press reported that United News of India, in a dispatch from the east Indian state of Assam, described heavy casualties in the provincial capital of Dacca. It said about 200 East Pakistanis had been chased across the border by troops.

The news agency dispatch also quoted reports

PAKISTAN, Page 6

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ پاک فوج مشرقی پاکستان میں بے سروسامانی کے عالم میں، اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن سے برسرِ پیکار تھی، تو ایسی صورت میں جنگ جیتنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ 22 نومبر کے بعد جب براہ راست بھارتی فوج مشرقی پاکستان پر حملہ آور ہوگئی تو عالمی طور پر بھی واضح ہو چکا تھا کہ اب پاک فوج کیلئے مشرقی پاکستان کا دفاع کرنا ممکن نہیں رہا ہے۔ لہذا پاکستان کیلئے واحد راہ یہی باقی بچی تھی کہ مشرقی پاکستان میں بھارتی افواج اور مکتی باہنی کے دہشت گردوں میں گھری ہوئی، پاک فوج اور محبِ وطن پاکستانیوں کو وہاں سے باعزت طریقے سے نکال لیا جائے۔ پاکستان کے اپنے حکمران اور سیاسی کردار اس معاملے کو سلجھانے میں بری طرح سے ناکام ہو چکے تھے، حالانکہ شیخ مجیب الرحمٰن اس وقت بھی پاکستان کی قید میں تھا اور اس کو استعمال کر کے کوئی نہ کوئی انخلاء کا معاہدہ کیا جا سکتا تھا کہ جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان میں جنگ بندی کرائی جا سکتی۔ مگر اس مجرمانہ غفلت یا خیانت کے باوجود دنیا کے کچھ دوسرے ممالک نے جنگ بندی کی کوششیں کیں۔

DAWN

KARACHI

GRIM FIGHT IN EAST WING

HEAVY INDIAN BOMBING

NEW MEDIATION PLAN

USSR again vetoes US resolution

25 killed in IAF bombing near Lahore

Word of God

The Tribune

GEN. NIAZI APPEALS FOR CEASE-FIRE

Aerial Strikes On Dacca Suspended

Indian Troops Within 2 Km. Of Capital

ANEKSHAW SETS DEADLINE FOR PAK SURRENDER

India To Consider Evacuation Of Pak Troops Hostile Act

Niazi Near Breaking Point

Enterprise In Bay of Bengal

FIERCE BATTLE ON FOR CONTROL OF NAYA CHOR

6 دسمبر کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس 1971ء کی جنگ کے حوالے سے شروع ہوا۔ 6 دسمبر کو ہی اجلاس میں جنگ بندی کی ایک متفقہ قرارداد پیش کی گئی کہ جس کو روس نے ویٹو کر دیا۔ بھارت جنگ بندی نہیں چاہتا تھا اور روس مکمل طور پر بھارت کا ساتھ دے رہا تھا۔

8 دسمبر کو صدر یحییٰ نے بھٹو کو پاکستان کی نمائندگی کیلئے امریکہ روانہ کیا۔ عجیب المیہ تھا کہ 1965ء میں بھی یہی بھٹو پاکستان کا وزیر خارجہ تھا اور اب 1971ء میں بھی اسے ہی پاکستان کی نمائندگی کرنے کیلئے بھیجا گیا۔ وہ مقصد جو یہ غدار 1965ء میں حاصل نہ کر سکا تھا، اب اسے موقع مل رہا تھا کہ 1971ء میں اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے۔

7 دسمبر کو مشرقی پاکستان سے فوجی قیادت نے مغربی پاکستان کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ ہم چاروں طرف سے دشمن میں گھرے ہوئے ہیں، اور ہمارے پاس نکلنے کا راستہ بھی نہیں ہے، لہذا فوری طور پر عالمی مداخلت سے مسئلے کا حل نکالا جائے۔ مشرقی پاکستان میں پاک فوج کے پاس ایک چیز جس کی شدید کمی تھی، وہ تھا وقت! بھارتی افواج تیزی سے آگے بڑھ رہی تھیں، پاک فوج کے پاس کمک کا کوئی ذریعہ نہ تھا، مرکز سے کٹ چکے تھے، لہذا ایسی صورتحال میں وقت ضائع کیے بغیر مسئلے کا فوری حل نکالنا ضروری تھا۔ بھٹو یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ پاک فوج کے پاس وقت کی شدید قلت ہے۔ لہذا بھٹو نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں جانے کے بجائے جان بوجھ کر وقت ضائع کرنا شروع کر دیا۔ بھٹو پہلے براستہ سڑک کابل گیا، پھر وہاں سے جرمنی کی فلائٹ لی، پھر جرمنی سے روم (اٹلی) گیا، پھر اٹلی سے لندن، اور آخر میں لندن سے نیویارک کی طرف روانہ ہوا اور 5 روز بعد یعنی 13 دسمبر کو نیویارک پہنچا۔

بھارتی فوج ڈھاکہ میں داخل ہوگئی

مساوات

پولینڈ کہ جو روس کا حلیف ملک تھا، نے روس کو اس بات پر منایا کہ وہ جنگ بندی کی قرارداد کو ویٹو نہیں کرے گا۔ روس کو منانے کے بعد 14 دسمبر کو پولینڈ نے جنگ بندی کی ایک قرارداد پیش کی کہ جس کے مطابق:

☆ جنگ کو فوری طور پر روکا جائے۔

☆ بھارتی افواج مشرقی پاکستان سے فوراً باہر نکل جائیں۔

☆ مشرقی پاکستان میں پھنسے پاکستانی فوجیوں اور سویلین کو محفوظ راستہ دیا جائے۔

☆ شیخ مجیب الرحمٰن کو رہا کیا جائے۔

☆ اقتدار انتخابات جیتنے والی جماعت کے حوالے کیا جائے۔

ظاہر ہے کہ بھٹو کسی صورت میں بھی اقتدار مجیب الرحمٰن کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا، اور نہ ہی اسے فوج کی واپسی کے حوالے سے کوئی دلچسپی تھی۔ درحقیقت وہ تو فوج کی واپسی چاہتا ہی نہیں تھا۔ پاکستان کی پہلی کوشش بھارتی فوج کی مشرقی پاکستان سے واپسی اور پاک فوج اور شہریوں کی حفاظت تھی۔ اگر مشرقی پاکستان ہاتھ میں رہتا تو باقی معاملات کو بعد میں بھی ٹھیک کیا جا سکتا تھا۔ لیکن بھٹو کے مقاصد ہی کچھ اور تھے۔ اس قرارداد کے جواب میں بھٹو نے کمال اداکاری کے ساتھ ایک انتہائی دھواں دھار تقریر کی۔

"چاہے پورا مغربی پاکستان چلا جائے۔ چاہے ہمیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔۔۔ہم نیا پاکستان بنالیں گے، بہتر پاکستان اور مضبوط پاکستان۔

آپ ہمیں بندوقوں کے زور پر خاموش کرانا چاہتے ہیں، آپ جو مرضی کریں، آپ کوئی بھی فیصلہ کریں اسے ماننا ہم پر فرض نہیں ہے۔ آپ نے ہمارے لیے امید کی کوئی ایک کرن بھی چھوڑی ہوتی تو ہم آپ کے کسی سمجھوتے کا حصہ بننے کو تیار ہو سکتے تھے۔

میں یہاں ایک لمحہ مزید ٹھہرنا بھی اپنی اور اپنے ملک کی توہین سمجھتا ہوں۔۔۔میرا ملک مجھے پکار رہا ہے، ہم لڑیں گے، ہم واپس جائیں گے اور لڑیں گے۔ میں کیوں یہاں سیکورٹی کونسل میں اپنا وقت برباد کر رہا ہوں۔ میں جا رہا ہوں (قرارداد پھاڑتے ہوئے)۔۔۔!"

اس ڈرامائی تقریر کے بعد بھٹو نے پولینڈ کی پیش کردہ قرارداد پھاڑ دی اور ہال سے باہر چلا گیا۔

The New York Times

LATE CITY EDITION

EAST PAKISTAN LEADER ACCEPTS SURRENDER ULTIMATUM OF FOE; INDIA SENDS GENERAL TO DACCA

Bhutto Denounces Council And Walks Out in Tears

The Tribune

BANGLA DESH FREED

UNCONDITIONAL SURRENDER BY PAK TROOPS

INDIA ORDERS UNILATERAL CEASE-FIRE

Yahya Says War Will Continue

Text Of PM's Statement In Parliament

President, P.M. Congratulate Defence Chiefs

Nixon Wants Total Indian Pull-out From Bangla Desh

Pathetic Moment For Niazi

11 Killed, 10 Hurt In More Pak Jet Raids On Civilian Areas

45 PAK TANKS DESTROYED

War Tally

Swaran Singh Asks UN To Consolidate Truce

HOSSAIN ALI ESCAPES

U.S. Submarine Heading For Indian Ocean ?

India Has No Territorial Ambition, P.M. Tells Nixon

Enemy Morale Low

یہ وہ وقت تھا کہ جب سقوط ڈھاکہ میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے، اور پاک فوج کو مشرقی پاکستان سے باعزت نکالنے یا پھر مشرقی پاکستان کو بچانے کا یہ آخری موقع تھا، مگر بھٹو نے جان بوجھ کر یہ موقع بھی گنوا دیا۔

سقوط ڈھاکہ کے سانحے کے بعد شدید عوامی غم وغصے کے باعث یحییٰ خان مزید اقتدار میں نہیں رہ سکتا تھا۔ حالانکہ اس نے کوشش کی کہ ملک میں ایک مرتبہ پھر مارشل لاء لگا کر اقتدار پر قابض رہے، مگر حالات اس قدر نازک ہو چکے تھے کہ خود پاک فوج میں بہت بے چینی پھیل چکی تھی اور فوجی افسروں کی جانب سے ہی یحییٰ خان کو اقتدار چھوڑنے کا کہا گیا۔ مجبوراً اس نے استعفیٰ دے کر اقتدار ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے کر دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار میں آتے ہی یحییٰ خان کو قید کر لیا۔

DAWN

CIVILIAN GOVERNMENT TODAY: YAHYA QUITTING

Hartal today

Bhutto due

Nixon affirms

16-A St. Petersburg Independent Monday, December 20, 1971

Bhutto Succeeds Yahya As Pakistan President

The Associated Press

ZULFIKAR ALI BHUTTO

Bhutto Offers To Free Mujib, Bids for Peace

63 Injured in Ulster Blast

Bangladesh Leader
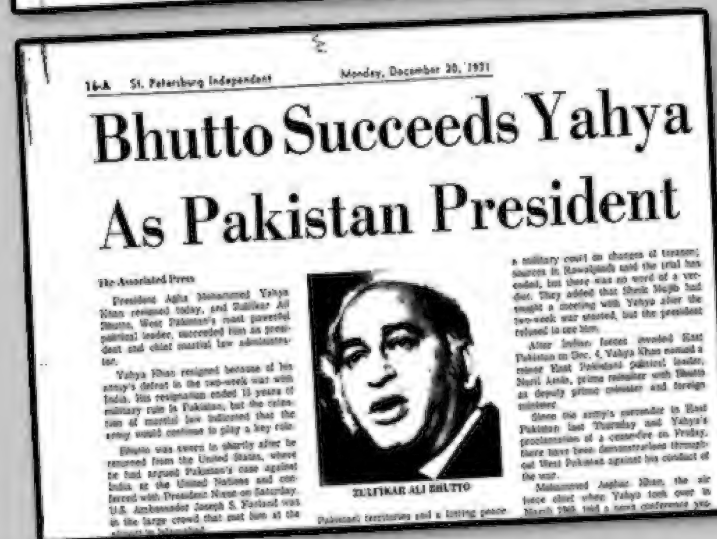
Sheik Mujib Released by Pakistan President

POW's Mother Feels 'Our Boys Will Never Come Home'

Christian's

لیکن قدرت نے یہاں بھی پاکستان کو ایک اور موقع فراہم کیا کہ ہم باعزت طور پر اپنے جنگی قیدیوں کو واپس پاکستان لاسکیں۔ مگر ایک مرتبہ پھر بھٹو نے ملک وقوم وملت کے ساتھ غداری کی۔ 16 دسمبر کو جب مشرقی پاکستان کا سقوط ہوا، تو اس وقت بھی بنگلہ دیش کا ''بابائے قوم'' پاکستان کی قید میں تھا۔ پاکستان کے پاس سنہری موقع تھا کہ شیخ مجیب کے بدلے اپنی پھنسی ہوئی افواج کو بازیاب کروالے۔ مگر بھٹو نے جان بوجھ کر مجیب الرحمٰن کو 2 جنوری 1972ء کو ''غیر مشروط'' طور پر ہی رہا کر کے بنگلہ دیش بھجوادیا۔ گرفتار ہونیوالی پاک فوج اور سویلین اب مکمل طور پر بھارتیوں اور بنگالیوں کے رحم وکرم پر تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ بھٹو کسی بھی صورت میں مشرقی کمانڈ کے گرفتار شدہ فوجیوں کو فوری طور پر پاکستان نہیں لانا چاہتا تھا کہ جو اس کے خلاف غم وغصے میں بھرے ہوئے تھے۔ اس کا مقصد تھا کہ پہلے انہیں کئی سال بھارت کی جیلوں میں سڑایا جائے اور جب اس کے اپنے سیاسی قدم مضبوط ہوجائیں تب اس فوج کو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں کی شکل میں واپس لایا جائے اور یہی اس نے کیا۔ کئی برس تک بھارت کی قید میں رہنے کے بعد شملہ معاہدے کے تحت ان 35 ہزار فوجیوں اور چند ہزار سول شہریوں کو اس طرح آہستہ آہستہ واپس لایا گیا کہ پہلے اور آخری دستے کے درمیان تقریباً 10 ماہ کا عرصہ حائل تھا۔

پہلے دو ڈھائی سال انہیں بھارت کی قید میں چھوڑا گیا اور پھر واپسی کا سفر بھی گھسیٹ گھسیٹ کر ایک سال پر محیط ہوگیا۔ واپس آنے والے اکثر افسروں کو ریٹائر کردیا گیا یا پھر اس طرح بکھیر دیا گیا کہ وہ حکومت کیلئے کوئی خطرہ نہ بن سکیں۔

مغربی پاکستان میں حکومت سنبھالنے کے فوراً بعد بھٹو نے اپنے دیئے گئے مشن کے ایک اور اہم پہلو پر فوری عملدرآمد کیا اور وہ تھا پاکستان کی صنعتی وزرعی ترقی کو مکمل طور پر تباہ کرنا۔ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے پاکستان کی تمام صنعتوں کو قومی تحویل میں لے کر پیپلز پارٹی کے جیالوں کے حوالے کردیا گیا۔ پچھلے دس برس میں کی گئی صنعتی ترقی صرف ایک فیصلے سے تباہ و برباد کردی گئی اور پاکستان آج تک اس تباہی سے باہر نہیں آسکا۔ پاکستان کی بڑی بڑی صنعتوں کو قومیانے کے چند سالوں کے اندر ہی مکمل طور پر تباہ و برباد کر کے کھنڈر کردیا گیا۔

THE
PAKISTAN TIMES

STATE CONTROL OVER 10 INDUSTRIES

FOREIGN INVESTMENT NOT AFFECTED

Bhutto begins reforms: Co-operation sought

20 industrial concerns taken over

Work harder than ever before

Agreement on NWFP, Baluch Cabinets

Land reforms to be expedited

GOVERNORS DISCUSS PRICES

Banking prob. body may be set up

بھٹو کی معاشی دہشت گردی

بھٹو کے اقتدار میں آنے سے قبل پاکستان ایشیاء کی ایک ابھرتی ہوئی معاشی طاقت کے طور پر دنیا میں اپنا لوہا منوار ہا تھا۔ ایوب خان کے دور میں خاص طور پر 65-1960ء کا پانچ سالہ معاشی منصوبہ آج تک ایک سنہری مثال ہے۔ یہ وہ دور تھا کہ جب جاپان، چین اور جنوبی کوریا کی حکومتوں نے اپنے نمائندے پاکستان بھیجے تا کہ پاکستان کی حیرت انگیز صنعتی ترقی سے استفادہ کر کے اس ماڈل کو اپنے ممالک میں دہرا سکیں۔ آج جنوبی کوریا جو ایک عظیم معاشی طاقت ہے، تو اس کی بنیاد میں ایوب دور حکومت کا یہی پانچ سالہ منصوبہ ہے کہ جو وہ پاکستان سے لے کر گئے۔ یہ وہ دور تھا کہ جب پاکستان میں تمام بڑے ڈیم تعمیر ہوئے، اس کے علاوہ نہری نظام کو ترتیب دیا گیا، پاور اسٹیشنز بنائے گئے اور یہاں تک کہ پاکستان کے خلائی پروگرام کا بھی آغاز ایوب دور میں ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ پاکستان ٹینک اور ڈیزل انجن بنانے کے قریب تھا۔ آج کے ترقی یافتہ ممالک اس دور میں پاکستان سے قرض مانگا کرتے تھے۔ ایوب دور میں ہی پاکستان نے جرمنی کو 25 ملین ڈالر قرض دیا تھا۔ اور آج حال یہ ہے کہ پاکستان پر 105 بلین ڈالر سے زائد کا قرضہ ہے۔

ایوب خان کے دور میں پاکستان کا جی ڈی پی پاکستانی معاشی تاریخ کا سب سے زیادہ 9.79 فیصد تھا۔ جو بھٹو کے اقتدار سنبھالتے ہی 2.32 فیصد تک آ گرا۔ ایک امریکی ڈالر جو ایوب خان دور میں تقریباً 3 سے 4 روپے کا تھا، بھٹو کے دور میں 10 روپے تک پہنچ گیا تھا، یعنی دگنے سے بھی زیادہ۔

بھٹو نے اقتدار سنبھالتے ہی پاکستان کی صنعتی و معاشی ترقی کو تباہ کرنے کے اپنے پلان پر عملدرآمد شروع کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی بھٹو نے پاکستان کی تمام بڑی صنعتوں کو حکومتی تحویل میں لے لیا، اور پھر پاکستان کی صنعتی و معاشی ترقی کا صرف ایک حکم

A PIA aircraft now takes off
or lands every 6 minutes on
its world-wide network
BECO-IWAMA

بیکو کو ملکی مفاد کی خاطر قومی ملکیت میں لیا جا سکتا ہے

انتظامیہ حکومت سے پورا پورا تعاون کرے گی: سی ایم لطیف

(امروز کے سٹاف رپورٹر سے)

لاہور ۱۹ دسمبر: بٹالہ انجینئرنگ کمپنی کے منیجنگ ڈائریکٹر مسٹر سی ایم لطیف نے اعلان کیا ہے کہ اگر ملک کے مفاد کی خاطر بیکو کو قومی تحویل میں لینا ضروری خیال کیا گیا تو انتظامیہ اس معاملے میں حکومت سے پورا پورا تعاون کرے گی۔

سے ہی بیڑا غرق کر کے رکھ دیا۔ بھٹو کی جانب سے جن صنعتوں کو حکومتی تحویل میں لیا گیا، ان میں سرفہرست:

1- نجی سٹیل ملیں، 2- بھاری مشینیں بنانے والے کارخانے، 3- بھاری برقی مصنوعات بنانے والے کارخانے، 4- گاڑیاں بنانے والے کارخانے، 5- ٹریکٹر بنانے والے کارخانے، 6- کیمیکل انڈسٹری، 7- گھی، آٹا، چینی اور اشیائے خورد و نوش بنانے والے کارخانے، 8- نجی بینک

اس کے علاوہ 300 دیگر چھوٹی ملیں بھی شامل تھیں کہ جنہیں جبراً حکومتی تحویل میں لے لیا گیا۔ اس ظالمانہ معاشی دہشت گردی نے سرمایہ کاروں میں دہشت و مایوسی پھیلا دی اور کئی سرمایہ کار اور کارخانے دار اور مل مالکان، ملک چھوڑ کر ہی چلے گئے۔

بھٹو کی معاشی دہشت گردی کی سب سے بڑی مثال ''بٹالہ انجینئرنگ کمپنی (BECO)'' ہے۔

بٹالہ انجینئرنگ کا قیام بھی قیام پاکستان کی طرح نظریاتی بنیادوں پر ہی ہوا تھا۔ بٹالہ انجینئرنگ کے بانی اور چیئرمین مرحوم چوہدری محمد لطیف نے اس کمپنی کی بنیاد 1932ء میں بھارتی پنجاب کے شہر بٹالہ میں رکھی۔ اس کمپنی کے قیام کا محرک بٹالہ میں مسلمانوں کی ایک میٹنگ تھی کہ جس میں ہندوؤں کی طرف سے مسلمان تاجروں اور صنعت کاروں نے معاشی خطرات کا اظہار کیا تھا۔ اس کمپنی کا آغاز بٹالہ میں دو کمروں پر مشتمل ایک عمارت سے ہوا اور پھر چوہدری لطیف صاحب کی دن دگنی اور رات چوگنی محنت کے بعد یہ فیکٹری پاکستان کا سب سے بڑا نجی صنعتی ادارہ بن گیا۔ قریب تھا کہ کمپنی ٹینک اور ڈیزل انجن بھی بنانا شروع کر دیتی، کہ جس کی منصوبہ بندی ہو چکی تھی، کہ بھٹو نے اس پر نیشنلائزیشن کی تلوار چلا دی۔ جنرل ضیاء کے دور میں جب بٹالہ انجینئرنگ اپنے مالکان کو واپس کی گئی تو اس وقت وہ صرف ایک کھنڈر بن چکی تھی۔ چوہدری لطیف صاحب بھٹو کی اس دہشت گردی اس قدر مایوس ہو چکے تھے کہ انہوں نے اپنی زندگی کے بقیہ ایام لندن کے ایک چھوٹے سے گھر میں اپنے گلاب کے پھولوں کی کیاروں کی دیکھ بھال میں گزار دیئے۔

یہ صرف ایک کمپنی کی مثال ہے، ایسے سینکڑوں صنعتی ادارے بھٹو کی اس معاشی دہشت گردی کا نشانہ بنے، اور پاکستان جو شاندار صنعتی و معاشی ترقی کر رہا تھا، اس کو بھٹو نے جان بوجھ کر تباہ کر کے رکھ دیا۔ آج تک پاکستان اس معاشی صدمے سے سنبھل نہیں سکا اور آج بھی ہم معاشی طور پر عالمی مالیاتی اداروں کے آگے ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں۔ پاکستان توڑنے سے لیکر پاکستان کی صنعت و حرفت کو تباہ و برباد کرنے تک بھٹو کا یہ سفر یقینی طور پر پھانسی کے پھندے پر ہی اختتام پذیر ہونا تھا۔

بٹالہ انجینئرنگ، ایوب خان دور میں
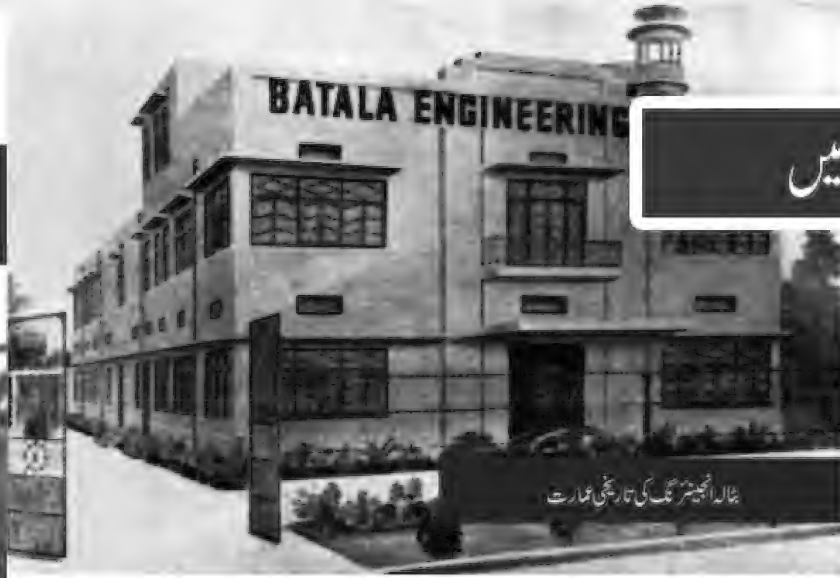
بٹالہ انجینئرنگ کی تاریخی عمارت
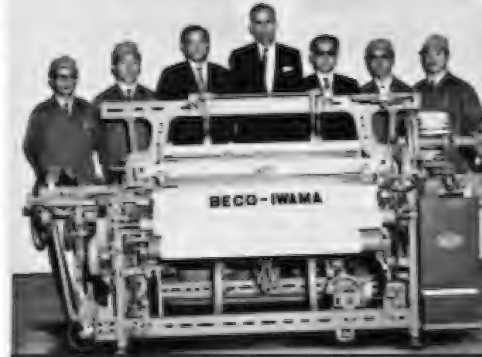
جاپانی انجینئر بٹالہ انجینئرنگ میں زیرتربیت

ایوب خان کا بٹالہ انجینئرنگ کا دورہ

بٹالہ انجینئرنگ کے اندر کا ایک منظر

چین کے صدر چن ئن لائی کا بٹالہ انجینئرنگ کا دورہ

بٹالہ انجینئرنگ، قومیائے جانے کے بعد

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب

بھٹو کے بارے میں برطانوی ہائی کمشنر موریس جیمز کا تجزیہ کہ یہ شخص پیدا ہی اس لیے ہوا ہے کہ اسے پھانسی چڑھا دیا جائے اور اس کے اندر جہنم کی ایک بو ہے، حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوا۔

پاکستان توڑنے میں اس کا جو ناپاک کردار تھا، وہ تو ہم بیان کر چکے ہیں مگر پاکستان توڑنے کے بعد جب وہ جمہوریت کے لبادے میں ایک مطلق العنان حکمران بن کر ابھرا تو پھر اس کی سفاکی اور ظلم کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلا سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہونے کا اعزاز بھی بھٹو کو جاتا ہے۔ طاقت اور اقتدار کا نشہ اس کو اس قدر متکبر کر چکا تھا کہ اب وہ اپنے مقابلے میں کسی قسم کی مزاحمت حتیٰ کہ اختلاف رائے کو بھی برداشت کرنے کو تیار نہ تھا۔ بے پناہ طاقت اور اختیار نے بھٹو کو فرعون بنا دیا تھا۔

پاک فوج پر اس کو بالکل اعتبار نہ تھا۔ وہ فوج سے خائف بھی تھا اور اس کا دشمن بھی۔ وہ جانتا تھا کہ فوج میں اس کے خلاف شدید غصہ بھرا ہوا ہے، مگر مشرقی پاکستان کے سانحے کی وجہ سے فوج ابھی اس قابل نہ تھی کہ اس کے خلاف کوئی منظّم قدم اٹھا سکے۔ اس کے باوجود 1972ء میں بھٹو کے خلاف ایئر فورس اور فوج کے چند افسروں نے بغاوت کی اور ان کا مقصد اسے گرفتار کر کے سزا دلوانا تھا۔ وہ سازش تو ناکام ہوئی مگر بھٹو کے ذہن میں مزید یہ خوف بیٹھ گیا کہ وہ اب کسی صورت میں پاک فوج پر اعتبار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اقتدار میں آتے ہی اس نے فوج کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیں۔ آرمی چیف جنرل گل حسن اور ایئر چیف ایئر مارشل رحیم خان سے بندوق کی نوک پر استعفے لیے گئے۔

The New York Times

BHUTTO DISMISSES 2 MILITARY CHIEFS

By Malcolm W.browne Special to The New York Times

March 4, 1972
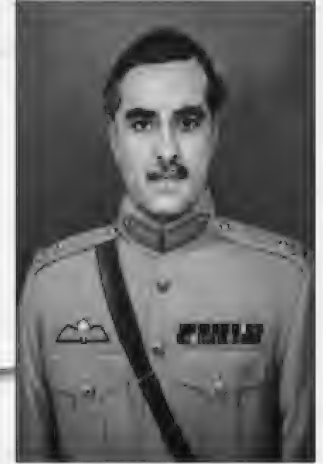
The Times, August 22, 1977
Page 5 of 22 in this edition 1|2|3|4|5|6|7|8|9|10

The Federal Security Force was formed about four years ago to help the Government fight armed disturbance but in the course of time it c[...] be recognized as the [...] army of Mr Bhutto, the [...] Prime Minister, for use [...] political opponents.

The Times, July 29, 1977
Page 7 of 32 in this edition 1|2|3|4|5|6|7|8|9

Legal proceedings against Mr Bhutto, the former Prime Minister, have been initiated in different courts. One of the cases has been brought by Mr Mian Iftikhar Tarri, former Punjab minister, who was detained for 21 months, aallegedly for politically defying Mr Bhutto.

The High Court of Lahore has sentenced four police officers to prison terms varying from three to four months for contempt of court. They had arrested Mr Iftikhar Tarri in October, 1975, in violation of a High Court bail order and handed him over to the inspector general of police of Azad Kashmir for internment at the Dalai detention camp, near Mjzaffarabad, outside the jurisdiction of the High Court.

اسی خوف کے تحت اس نے اپنی ایک ذاتی فوج تیار کرنے کا فیصلہ کیا، کہ جو براہ راست اس کی کمانڈ میں ملک کے اندر اس کے مخالفین کا قتل عام کرے۔ اس مقصد کیلئے 1973ء میں فیڈرل سیکورٹی فورس (FSF) کا قیام عمل میں لایا گیا ۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی پیراملٹری فورس تھی کہ جو براہ راست وزیراعظم کی کمانڈ میں پورے ملک میں دہشت گردی کی کارروائیاں کرتی تھی۔

فیڈرل سیکورٹی فورس کے ذریعے بھٹو نے پورے پاکستان میں اپنے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو بڑی سفاکی سے ختم کرنے کا کام شروع کیا۔ آزاد کشمیر کے علاقے ''دلائی'' میں ایک بہت بڑا جنگی قیدیوں کی طرز پر قید خانہ قائم کیا گیا کہ جسے تاریخ ''دلائی کیمپ'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔ پورے پاکستان سے بھٹو کے مخالفین کو اغواء کر کے دلائی کیمپ میں لایا جاتا، تشدد کا نشانہ بنایا جاتا، بے عزت کیا جاتا اور یہاں تک کہ قتل کر کے خاموشی سے جنگلوں میں دفن کر دیا جاتا۔

احمد رضا قصوری آج بھی پاکستان کے بہت مشہور وکیل ہیں اور زندہ ہیں۔ وہ بھٹو کے انتہائی قریبی ساتھی رہے اور پھر انہی ظالمانہ اقدامات کو دیکھ کر بھٹو سے علیحدہ ہو گئے۔ بھٹو ان کا اور ان کے والد نواب محمد احمد خان قصوری کی جان کا دشمن ہو گیا۔ احمد رضا قصوری پر کئی مرتبہ قاتلانہ حملے کروائے گئے مگر وہ ہر دفعہ بچ نکلے۔ آج بھی اپنے جسم میں فیڈرل سیکورٹی فورس کی جانب سے چلائی گئی گولیاں لیے پھرتے ہیں۔

احمد رضا قصوری

ایک دن احمد رضا قصوری اپنے والد کے ہمراہ لاہور میں اپنی گاڑی میں سفر کر رہے تھے کہ ان پر بھٹو کی فیڈرل سیکورٹی فورس نے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ اس حملے میں احمد رضا قصوری زخمی ہوئے مگر ان کے والد زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گئے۔ بھٹو کے دور میں تو احمد رضا قصوری اس کے خلاف کوئی کیس نہیں چلوا سکے، مگر بھٹو کا تختہ الٹنے کے بعد جنرل ضیاء کے دور میں اس کیس کو باقاعدہ طور پر ہائیکورٹ میں سنا گیا۔ اور بھٹو کو تمام شہادتوں کی بنیاد پر سزائے موت سنائی گئی۔ فیڈرل سیکورٹی فورس کے تمام ڈائریکٹر اس مقدمے میں عینی شاہد اور گواہ کے طور پر بھٹو کے خلاف پیش ہوئے۔

اسی مقدمے میں بھٹو کو سزائے موت دی گئی تھی۔ آج اس کے جانشین یہ پراپیگنڈہ کرتے پھرتے ہیں کہ بھٹو کا کیس ایک ''عدالتی قتل'' تھا۔ اس سے زیادہ خرافات اور فحش بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ بھٹو لاکھوں انسانوں کا قاتل اور پاکستان کو توڑنے کا ذمہ دار تھا۔ فیڈرل سیکورٹی فورس کے ذریعے بھی اس نے ملک میں ہزاروں قتل کروائے۔ احمد رضا قصوری کے والد کے قتل میں اگر اس کو سزائے موت ہوئی ہے تو یہ شرعی اور قانونی طور پر برحق فیصلہ تھا۔

بھٹو کو پھانسی دیدی گئی

ایک سیاسی مخالف کے باپ کو قتل کروانے کا انجام

نوائے وقت

Mr Bhutto alleges 'terror rule'

Rawalpindi, Oct 18.—Mr Bhutto, the deposed Prime Minister of Pakistan, alleged today that General Zia, the country's military ruler, had unleashed a reign of terror since the military takeover last July.

Mr Bhutto also accused General Zia of indiscriminate torture in a 125-page statement to the Supreme Court, which is hearing a petition challenging martial law rule.

The petition was filed after Mr Bhutto's arrest under martial law four weeks ago.

The former Prime Minister replied in detail to allegations by a government lawyer that the coup was justified under the doctrine of necessity. It accused Mr Bhutto of having governed Pakistan through institutionalized corruption and terror.

"If the present trends are an indication, time will show when corruption and terror reached their zenith", Mr Bhutto said.

Thousands of his supporters, he said, had been sentenced to flogging by summary military courts. The Army had tampered with records, and tortured his associates to obtain confessions and persuade them to give evidence against him.

Mr Bhutto accused General Zia of playing a prominent part in encouraging and manipulating anti-government agitation earlier this year "to overthrow the legal government at a time of his choosing".

Our Islamabad correspondent writes: Earlier, the former head of the Federal Security Force told the Lahore High Court that Mr Bhutto had personally instructed him to "liquidate" a political opponent in 1974.

Mr Masud Mahmud was giving evidence against Mr Bhutto, who is on trial for murder in connexion with the death in an ambush of the opponent's father.

دلائی کیمپ کے قیدیوں کی داستانیں بے شمار ہیں پر ان میں مشہور ترین پیپلز پارٹی کے تین ممبران، افتخار طاری، چوہدری ارشاد اور میاں اسلم کی داستان ہے۔ ان میں سے دو تو ممبر صوبائی اسمبلی بھی رہ چکے ہیں۔ ان تین پیپلز پارٹی ممبران کو پارٹی سے علیحدگی کے جرم میں ایف ایس ایف نے اغواء کر کے دلائی کیمپ پہنچا دیا۔ اس قید پر صعوبت سے رہائی کے بعد افتخار طاری نے بری طرح روتے ہوئے اپنی داستان ایک ٹی وی پروگرام ''ظلم کی داستانیں'' میں بیان کی۔

23 مارچ 1973ء میں ایف ایس ایف نے لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک عوامی ریلی پر فائرنگ کی کہ جس میں 11 معصوم جانیں ضائع ہوئیں۔ اس کے علاوہ بھی بھٹو نے اپنے وقت میں بہت سے سیاسی رہنماؤں کو قتل کیا، کہ جن میں سرفہرست جماعت اسلامی کے ممبر قومی اسمبلی ڈاکٹر نذیر احمد تھے کہ جنہیں ان کے کلینک میں ہی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ ڈاکٹر نذیر احمد کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے قومی اسمبلی کے اجلاس میں بھٹو کو آئینہ دکھایا تھا۔ اس کے علاوہ مسلم لیگ ن کے رہنما اور سابق وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق کے والد خواجہ رفیق کو پنجاب اسمبلی کے باہر ایک مظاہرے کے دوران قتل کیا گیا، اس کے علاوہ جمعیت علمائے اسلام کے مولوی شمس الدین ممبر صوبائی اسمبلی اور ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی کو ان کی کار میں قتل کیا گیا۔ مسلم لیگ (ق) کے سربراہ اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الٰہی کے والد ظہور الٰہی کو بھی بھٹو کی طرف سے شدید سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا گیا، ان پر 117 کے قریب کیسز بنائے گئے کہ جن میں بھینس چوری تک کا کیس بھی شامل تھا۔

چوہدری ظہور الٰہی — خواجہ محمد رفیق — مولوی نذیر احمد

ملک معراج خالد — مختار رانا — میاں محمد طفیل

پنجاب کے سابق آئی جی پولیس چوہدری سردار نے بھی بھٹو کے تین سب سے بھروسے مند پولیس افسروں، ڈی جی ایف ایس ایف مسعود محمود، بھٹو کے چیف سیکورٹی آفیسر سعید احمد خان اور ڈی آئی جی لاہور سردار عبدالوکیل کے حوالے سے بتایا کہ یہ افراد بھٹو کا اعتماد جیتنے کیلئے بڑے سے بڑے جرم کر گزرتے، اور بعد ازاں یہی افراد بھٹو کے کیس میں گواہ بھی بنے۔ آئی جی پنجاب چوہدری سردار نے اس بات کی بھی تصدیق کی کہ 1977ء میں واپڈا ہاؤس لاہور کے قریب حزب اختلاف کی خواتین کے جلوس میں ان خواتین سے بدسلوکی اور بداخلاقی سے پیش آنے کی غرض سے عارضی طور پر طوائفوں کو پولیس میں بھرتی کیا گیا۔

سابق نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد اپنی کتاب ''معراج نامہ'' میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے خود بھٹو کو فون کر کے التجا کی کہ غلام مصطفیٰ کھر کہ جو پیپلز پارٹی کا وزیر اعلیٰ پنجاب تھا، ان کا گھر جلانا چاہتا ہے، لہٰذا اسے اپنے ارادہ سے باز رکھا جائے۔ تاہم ایئر مارشل اصغر خان، ملک معراج خالد کی طرح خوش قسمت ثابت نہ ہوئے اور ان کا ایبٹ آباد میں موجود گھر جلا دیا گیا۔

شیر باز مزاری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے امیر میاں طفیل کو بھٹو حکومت نے جیل میں بند کیا اور ان کو رسوا کرنے کیلئے ایک برہنہ جسم فروش خاتون کو جیل میں ان کی کوٹھری میں بھیجا گیا۔

فخر الدین جی ابراہیم کہ جو بعد میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس بھی رہے، زمانہ وکالت میں کراچی میں بھٹو کے ساتھ ہوتے تھے۔ سٹینلے والپرٹ کو دیئے گئے اپنے انٹرویو میں کہتے ہیں:

"

بھٹو ایک بہت ہی کشادہ دل شخص تھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں
نے اس میں ظلم و تشدد کی ایک لہر کو بھی محسوس کیا،
اس میں انتقام لینے کے جذبات بہت زیادہ تھے۔

صرف حزب اختلاف ہی نہیں، اپنی جماعت میں بھی بھٹو اختلاف رائے کو برداشت کرنے کا عادی نہیں تھا۔ اپنی ہی جماعت کے ممبر قومی اسمبلی مختار رانا کو محض اختلاف رائے کے جرم میں پہلے عہدے سے ہٹایا، پھر گرفتار کر کے بدترین ذہنی و جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اور پھر پانچ سال کیلئے جیل میں سڑنے کیلئے ڈال دیا۔

خالد حسن جو کہ بھٹو کے پریس سیکرٹری بھی رہ چکے ہیں۔ اپنی کتاب میں بھٹو کی شخصیت کے حوالے سے بتاتے ہیں:

"

ذوالفقار علی بھٹو میں ایک دیو مالائی ہیرو کی تمام خصوصیات موجود تھیں بمع اس خاصیت کے کہ وہ اپنی تباہی کے جراثیم بھی اپنی ذات میں رکھتا تھا۔ وہ ایک ایسا دیوتا تھا کہ جس کے پاؤں کیچڑ میں دھنسے ہوئے تھے۔ اس کی ذات میں بے پناہ نقائص تھے کہ جن میں کسی پر اعتبار نہ کرنا، دوستوں تک پر شبہ کرنا اور تنقید سننے پر برہم ہو جانا تھا۔

خالد حسن مزید لکھتے ہیں کہ:

''اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ امریکی حکومت یا کسی خفیہ ایجنسی کا بھٹو کی حکومت ہٹانے میں کوئی عمل دخل تھا''۔

جلال الدین عبدالرحیم کہ جو بھٹو دور میں فرانس میں پاکستانی سفیر رہے اور اس کے علاوہ بھٹو کابینہ میں مختلف وزارتوں پر بھی فائز رہے، اپنے ایک انٹرویو میں کہتے ہیں کہ بھٹو کے قہر سے اس کے اپنے ساتھی بھی نہیں بچ سکے۔ ایک دفعہ وزیر اعظم کی طرف سے دیئے گئے عشائیے میں جے اے رحیم کہ جو کابینہ کے سینئر ممبر تھے عشائیہ جلد چھوڑ کر اٹھ گئے، اور بھٹو کو ''لاڑکانہ کا راجہ'' کہہ کر ناراض کر دیا۔

"

جے اے رحیم کہتے ہیں کہ:

''اس رات کو میں سونے کے کیلئے اپنی آرام گاہ چلا گیا۔ رات 1 کے قریب مجھے میرے نوکر نے آ کر جگایا اور اطلاع دی کہ کچھ لوگ گھر کی دیواریں پھلانگ کر اندر آ رہے ہیں۔ ایف ایس ایف کے کچھ لوگ بالکنی پھلانگ کر میرے کمرے میں آنے کی کوشش میں تھے۔ میں نے دیکھا کہ وزیر اعظم کے سیکورٹی چیف سعید احمد خان کہ جو اس مسلح جتھے کی قیادت کر رہے تھے، نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ وہ وزیر اعظم کی طرف سے ایک پیغام دینے آئے ہیں۔ دروازہ کھولنے پر یہ ہجوم اندر آیا اور انہوں نے مجھ پر لاتوں گھونسوں کی بارش کر دی اور بندوق کے بٹ مارے، اس تشدد سے میں گر کر بے ہوش ہو گیا، اور پھر مجھے ٹانگوں سے گھسیٹ کر جیپ میں ڈالا گیا۔''

بھٹو نے یہ سلوک اس شخص کے ساتھ کیا کہ جو نہ صرف پیپلز پارٹی کے بانی رہنماؤں میں سے تھا بلکہ پیپلز پارٹی کا منشور بھی جے اے رحیم نے ہی لکھا تھا۔

بھٹو دور میں کراچی کے ساحل پر تعمیر ہونیوالا پاکستان کا پہلا کیسینو (جواخانہ)
کہ جو بعد میں ضیاء دور میں بند کیا گیا۔

روزے کے اوقات میں کراچی میں غیر ملکیوں کیلئے شراب کا خصوصی انتظام کیا جاتا
اور شراب خانوں میں یہ عبارت درج ہوتی: ''یہاں شرفا شراب پی سکتے ہیں۔''

بھٹو کے قہر سے پاکستانی ذرائع ابلاغ کے ادارے بھی نہ بچ سکے۔ بھٹو نے اپنے خلاف لکھنے والے ہر صحافی اور اخبار کو نشان عبرت بنادیا۔ نیشنل پریس ٹرسٹ کے چیئرمین جو کہ پاکستان ٹائمز کے ایڈیٹر بھی تھے، کو عہدے سے برطرف کردیا۔ ڈان اخبار کے ایڈیٹر الطاف گوہر کو گرفتار کروایا گیا۔ اس کے علاوہ اردو ڈائجسٹ، روزنامہ زندگی، اور پنجاب پونچھ کے ایڈیٹروں اور مالکان کو قید میں ڈالا گیا اوران پر مقدمہ چلا کر انہیں سزائیں سنائی گئیں۔ چٹان کے مدیر شورش کاشمیری کو جیل ہوئی، تکبیر کے مدیر صلاح الدین احمد جو اس وقت جسارت کے ایڈیٹر تھے، کو بھی پابند سلاسل کیا گیا، حریت اور جسارت پر پابندی عائد ہوئی اوران کے مدیران کو قید میں ڈال دیا گیا۔

اس ظلم وستم کے علاوہ معاشرے میں فحاشی برائی بدکاری اور لادینیت کا ایک سیلاب بھٹو کے دور میں امڈ آیا تھا۔ ملک کی گلی گلی میں شراب خانے کھل چکے تھے، زناء اور بدکاری کے اڈے قائم تھے، کراچی میں سمندر کے کنارے بڑے بڑے جواء خانے تعمیر ہورہے تھے، اور پاکستان ٹیلی ویژن میں رات کے وقت فحش فلمیں دکھائی جاتیں۔ بھٹو کا سوشلزم، لادینیت اور کفر کے تمام لوازمات کے ساتھ منہ پھاڑے ملک میں اسلام، اخلاقیات دین وادب کو ہڑپ کرتا جارہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ 1977ء کے انتخابات میں دھاندلی کے بعد جب بھٹو کے خلاف تحریک چلائی گئی تو اس کا بنیادی محرک بھی بھٹو کی لادینیت کا ردعمل ہی تھا اور اس تحریک کا نام ''تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ'' رکھا گیا۔

بھٹو دور میں ایک اخباری اشتہار کا عکس

بھٹو دور کے ایک مشہور میگزین کا سرورق

ہفت روزہ

معیار

قومی اتحاد کے لیڈر۔
مفتی محمود
یا
اصغر خان

DAWN

KARACHI

ARMED FORCES SET UP INTERIM RULE

MARTIAL LAW IS PROCLAIMED: ELECTIONS IN OCTOBER NEXT

GenZia is CMLA: President stays

Top PPP, PNA leaders in protective custody

Sections of constitution under suspension

From M. A. MANSURI

ISLAMABAD, JULY 5: IN A LIGHTNING OPERATION LED BY ARMY CHIEF GENERAL MOHAMMAD ZIA-UL-HAQ, THE ARMED FORCES OF PAKISTAN HAVE TAKEN OVER THE COUNTRY'S ADMINISTRATION.

Mr Zulfikar Ali Bhutto, former Prime Minister, his Cabinet colleagues and top PNA leaders, except Begum Nasim Wali Khan, have been placed under protective custody temporarily.

The National and Provincial Assemblies have been dissolved and the provincial Governments have been removed.

Proclamation by Chief ML Administrator

Four-man Military Council at Centre

ML Administrators for provinces

Political activities banned in country

RAWALPINDI, July 5: The Chief of the Army Staff, General Mohammad Zia-ul-Haq announced this evening

News gets wide coverage in US media

Lahoris welcome Zia's speech

بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کی وجہ بھی اس کی اپنی سفاکی اور ظلم تھا۔ الیکشن کے بعد جب تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریک چلائی تو پہلے تو بھٹو نے فیڈرل سیکورٹی فورس کے ذریعے اس پر بے تحاشا تشدد کروایا اور جب حالات قابو سے باہر ہو گئے تو پھر فوج کو حکم دیا کہ قوم پر گولیاں چلائے۔ لاہور میں ایک ہی روز میں چار اعلیٰ فوجی افسروں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا، مگر اپنے ہی لوگوں پر گولیاں چلانے سے انکار کر دیا۔ اب صورتحال اس قدر خراب ہو چکی تھی کہ فوج یا تو اپنے ہی لوگوں کا قتل عام کرتی یا پھر ایسی حکومت کو ہٹاتی کہ جو اسے اتنے ظالمانہ احکامات دے رہی تھی۔ جنرل ضیاء نے ان حالات میں بھٹو کو اقتدار سے ہٹا کر ملک میں مارشل لاء لگایا تھا۔ مارشل لاء پر تنقید کرنے والوں کو ان حالات پر بھی تبصرہ کرنا چاہیے کہ جن میں فوج کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ سیاست میں دخل دے۔

مشرقی پاکستان کا ''استحصال''

اختتام کی طرف بڑھنے سے پہلے ہم ایک اور پراپیگنڈے کا جواب دیتے چلیں کہ جو بنگلہ دیش کی حق تلفی یا استحصال سے متعلق پھیلایا جاتا ہے۔

عام طور پر یہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ مغربی پاکستان کی طرف سے مشرقی پاکستان کا استحصال کیا گیا اور جس کی وجہ سے وہاں احساس محرومی پھیلا اور یہ کہ وہاں کوئی ترقیاتی کام نہیں کروائے گئے۔ ملک دشمنوں اور احمقوں کی جانب سے پھیلائے گئے اس پراپیگنڈے کو ہماری معصوم عوام بھی آج تک سچ ہی سمجھتی رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مشرقی پاکستان پر مغربی پاکستان سے بھی زیادہ توجہ دی گئی تھی اور اس کی زرعی و صنعتی ترقی کسی طور پر بھی مغربی پاکستان سے پیچھے نہ تھی۔

جب 1947ء میں پاکستان بنا تو اس وقت بھی بنگالیوں کی ایک بڑی تعداد متحدہ پاکستان میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھی۔ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد خواجہ ناظم الدین جو 1948ء میں پاکستان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے، کا تعلق بھی بنگال سے ہی تھا۔ بعد میں محمد علی بوگرا، پھر حسین شہید سہروردی جو متحدہ پاکستان کے وزیراعظم رہے، دونوں کا تعلق بھی بنگال سے تھا۔ اسکندر مرزا جو 1956ء میں پاکستان کے صدر بنے اور پھر نورالامین جو پاکستان کے نائب صدر رہے، کا تعلق بھی بنگال سے ہی تھا۔

یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ مغربی پاکستان نے مشرقی پاکستان کو ملازمت کے مساوی مواقع فراہم نہیں کیے۔ درحقیقت، پاکستان بننے کے بعد، مشرقی پاکستان میں محض ایک بنگالی مسلمان ICS افسر تھا۔ 71ء میں جب مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا تو ہزاروں کی تعداد میں

وزیراعظم حسین شہید سہروردی — وزیراعظم سر خواجہ ناظم الدین

نائب صدر نورالامین — وزیراعظم محمد علی بوگرہ — صدر صاحبزادہ اسکندر مرزا

بنگالی پاکستان کے مختلف سول محکموں میں کام کر رہے تھے، ان میں سے بہت سے بنگالی سول سروس، پولیس سروس اور وزارت خارجہ میں اہم ترین عہدوں پر فائز تھے۔

اس کے علاوہ افواج پاکستان، پاکستان کی خفیہ ایجنسی ISI اور حتیٰ کہ ایٹمی توانائی کے شعبوں میں بھی بنگالی افراد مختلف عہدوں پر فائز تھے۔ لہذا یہ پراپیگنڈہ کہ مشرقی پاکستان کے افراد کو ملازمت کے مواقع نہیں دیئے گئے، مکمل طور پر جھوٹ، خرافات اور منافقت پر مبنی ہے۔

اب آتے ہیں ترقیاتی منصوبوں کی طرف۔

پاکستان کی پہلی سب سے بڑی بندرگاہ ''مونگلہ پورٹ'' کو بھی متحدہ پاکستان کے دور میں ہی تعمیر کیا گیا۔ یہ بندرگاہ 1950ء میں مشرقی پاکستان کے ضلع کھلنا میں تعمیر کی گئی، اور یہ متحدہ پاکستان کی سب سے بڑی بندرگاہ تھی۔ اس کے علاوہ متحدہ پاکستان میں آبپاشی کے سب سے بڑے منصوبے ''کپتائی ڈیم'' کا آغاز بھی 1957ء میں مشرقی پاکستان میں ہی ہوا۔ یہ ڈیم 1962ء میں مکمل ہوا۔

متحدہ پاکستان کی سب سے پہلی اسٹیل مل بھی مشرقی پاکستان میں چٹا گانگ کے مقام پر 1952ء میں لگائی گئی۔ جب کہ مغربی پاکستان میں ایسا کوئی صنعتی ادارہ موجودہ ہی نہ تھا۔

اس کے علاوہ ڈھاکہ پارلیمان کی خوبصورت عمارت، کہ جو فن تعمیرات کا ایک شاہکار ہے، کا آغاز بھی فیلڈ مارشل ایوب خان کے دور میں ہی ہوا۔ ڈھاکہ ریلوے اسٹیشن کی مرکزی عمارت کہ جو اپنے دور کے فن تعمیر کی ایک مثال ہے، متحدہ پاکستان کے وقت میں ہی تعمیر کی گئی۔ کراچی سے تعلق رکھنے والی ایک کاروباری شخصیت عبدالواحد آدم صاحب نے مشرقی پاکستان میں ''آدم جی جوٹ ملز'' قائم کی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ صنعتی ادارہ دنیا کی سب سے بڑی جوٹ مل بن گیا تھا، کہ جہاں ایک وقت میں 26 ہزار سے زائد لوگ کام کرتے تھے۔

بیگم وقارالنساء نون

تعلیم کے میدان میں بھی یہی صورتحال تھی۔ مشہور قائداعظم کالج 1947ء میں ڈھاکہ میں قائم کیا گیا۔ بعدازاں، پاکستان کے وزیراعظم ملک فیروز خان نون کی زوجہ نے ڈھاکہ میں ایک اور امتیازی ادارہ قائم کیا، جسے آج ''بیگم وقار النساء نون سکول و کالج'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یاد رہے وزیراعظم فیروز خان نون کا تعلق سرگودھا سے تھا۔

صدر ایوب خان نے کئی کیڈٹ کالج بھی مشرقی پاکستان میں قائم کیے۔ فوجدار ہاٹ کیڈٹ کالج چٹا گانگ میں قائم کیا جانے والا پاکستان کا پہلا کیڈٹ کالج تھا، اس کے علاوہ بھی تین اور کیڈٹ کالج مشرقی پاکستان میں قائم کیے گئے۔ 1971ء میں مشرقی پاکستان میں چار کیڈٹ کالج تھے، جبکہ مغربی پاکستان میں صرف ایک کیڈٹ کالج تھا، جو کیڈٹ کالج حسن ابدال ہے۔

ڈھاکہ میں موجود ڈپلومیٹک انکلیو بھی متحدہ پاکستان کے دور میں ہی بنایا گیا تھا۔ پاکستان ٹیلی ویژن نے اپنی نشریات کا آغاز 1964ء میں پہلے ڈھاکہ سے کیا تھا، اور بعد میں کراچی سے۔ آج ڈھاکہ میں موجود سب سے بڑی مسجد ''مسجد المکرّم'' کراچی کے چند صنعت کاروں نے صدقہ جاریہ کے طور پر چندہ جمع کر کے تعمیر کروائی تھی۔

بہت کم لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ اسلام آباد کی مشہور ''آبپارہ مارکیٹ'' کا نام دراصل ایک بنگالی بچی ''آبپارہ'' کے نام پر رکھا گیا۔ آبپارہ میں مقیم ایک بنگالی خاندان کے ہاں پیدا ہونیوالی یہ پہلی بچی تھی کہ جس کے اعزاز کے طور پر آج اسلام آباد کی یہ مشہور مارکیٹ ہے۔

مشرقی پاکستان میں ہونیوالے ترقیاتی کاموں کی ایک جھلک

کیڈٹ کالج چٹاگانگ

مسجد المکرم

آدم جی جوٹ ملز

کپتائی ڈیم

چٹاگانگ سٹیل مل

ڈھاکہ ریلوے اسٹیشن

مونگلہ پورٹ

ڈھاکہ پارلیمان

زیر تعمیر آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد اور نومولود بچی۔۔۔'' آبپارہ''

آج پاکستان کے ہر صوبے میں شیخ مجیب کی طرز کے غدار اور علیحدگی پسند موجود ہیں کہ جو عین وہی نعرے استعمال کرتے ہیں کہ جو مشرقی پاکستان میں علیحدگی پسندوں نے جذبات بھڑکانے کیلئے استعمال کیے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ قومیت، لسانیت، صوبائیت اور فرقہ واریت پر مبنی یہ تمام نظریات صرف جھوٹ، پراپیگنڈے اور دشمن کے ایجنڈے کو تقویت دینے کیلئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس سے انکار نہیں کہ پاکستان میں ظلم و ناانصافی موجود ہے، مگر اس کا تعلق ملک میں قائم سامراجی نظام سے ہے۔ مگر اس سے بھی کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان میں موجود تمام صوبوں اور ان میں بسنے والے شہریوں کا وجود پاکستان کے دم سے ہی قائم ہے۔ جب تک اس شجر سے وہ وابستہ ہیں بہار کی امید قائم ہے، جو اس شجر سے ہی الگ ہوگیا، وہ خود بھی بدنصیب ہوا اور امت مسلمہ کو بھی زخمی کر گیا۔۔۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

مکافاتِ عمل!

پاکستان توڑنے کی سازش میں تین بڑے کردار تھے۔

بھٹو، مجیب اور اندرا گاندھی۔ گوکہ یحییٰ خان اور جنرل نیازی کو بھی سقوط ڈھاکہ کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ سیاسی غداری کے مقابلے میں ان دونوں کا کردار ضمنی تھا۔

دورِ حاضر کی تاریخ میں کم ہی ایسی مثالیں ہونگی کہ جب ملک کی دو سب سے بڑی سیاسی جماعتوں کے سربراہ اس قدر غدار، سفاک، انسان دشمن اور غلیظ ہوں۔

مجیب الرحمٰن کے ہاتھوں لاکھوں بے گناہ پاکستانی مسلمان مشرقی پاکستان میں انتہائی بے دردی سے ذبح کیے گئے۔ اس کے اس گناہ میں ذوالفقار علی بھٹو مکمل طور پر شریک تھا۔ ملک کا وزیر اعظم بننے اور اقتدار حاصل کرنے کی ہوس نے ان دونوں ناپاک اور پلید سیاستدانوں کو دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنا کر رکھ دیا تھا۔

مگر مکافاتِ عمل فطرت کا ایک اٹل اصول ہے۔ جب قدرت کی طرف سے انصاف ہوتا ہے تو وہ بڑے بڑے فرعونوں کو عبرت کا نمونہ بنانے کیلئے ضرور مداخلت کرتی ہے۔ ہم ان لوگوں کے عبرتناک انجام کو جانتے ہیں جو اس سانحے کے ذمہ دار تھے۔ لیکن سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ جس نے جتنا بڑا گناہ کیا، اسے اتنی ہی بڑی سزا ملی۔

شیخ مجیب کو 1975ء میں اس کی اپنی ہی فوج نے اس کے خاندان کے 18 افراد سمیت اس کے گھر میں گھس کر انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا۔ مقتولین میں اس کا دس سالہ بیٹا شیخ رسل بھی شامل تھا۔ اس کی دو بیٹیاں شیخ ریحانہ اور شیخ حسینہ اس وجہ سے زندہ بچ گئیں کہ وہ

اس وقت جرمنی میں تعلیم کے غرض سے مقیم تھیں۔

مجیب کو اس کی اپنی ہی فوج نے گھر میں گھس کر سٹین گن سے بھون ڈالا۔ مجیب کی لاش کئی گھنٹے بے گور و کفن اس کی گھر کی سیڑھیوں میں پڑی سڑتی رہی۔ حملہ آوروں نے اس کی لاش کو اپنے جوتوں تلے بھی مسلا۔

ڈھاکہ میں مقیم پاکستانی سفیر افراسیاب ہاشمی کہتے ہیں کہ ڈھاکہ میں میری رہائش گاہ پر ایک بنگلہ دیشی صنعت کار نے ایک عجیب واقعہ سنایا۔ 1975ء میں کراچی کے دورے کے دوران اس کے دوست سمندر کے کنارے واقع ایک ریستوران میں ایک دعوت پر گئے۔ وہاں ایک باباجی جو روحانی میلان کی شہرت رکھتے تھے دعوت میں شریک تھے۔ جونہی مہمان رخصت ہونے لگے تو باباجی نے میزبان سے وقت پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ آدھی رات ہونے والی ہے تو وہ بڑبڑائے ''مجیب گیا، مجیب گیا''۔ تھوڑی دیر بعد پتا چلا کہ شیخ مجیب الرحمٰن کو قتل کر دیا گیا ہے۔

شیخ مجیب کے ساتھیوں کا انجام بھی اس سے کچھ مختلف نہ ہوا۔ تاج الدین، سید نذر السلام، منصور علی اور قمر الزماں جو مجیب کے قریبی ساتھی تھے اور پاکستان توڑنے کی اس سازش میں برابر کے شریک تھے، انتہائی بری موت مرے۔ تاج الدین اور منصور علی بنگلہ دیش کے وزیر اعظم بھی رہ چکے تھے اور نذر السلام نائب صدر تھا۔ ان سب کو اپنی ہی حکومت نے کال کوٹھریوں میں ڈالا اور پھر انہیں بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔

جنرل ضیاء الرحمٰن جو کہ 1971ء میں پاک فوج میں میجر کے عہدے پر فائز تھا اور پھر پاک فوج سے ہی غداری کر کے پاک فوج کے خلاف نبرد آزما ہو گیا تھا، قدرت نے اسے بھی اس غداری پر نہ بخشا اور 1981ء میں جنرل ضیاء الرحمٰن چٹا گانگ میں قتل کر دیا گیا۔ یہ شخص اسی مقام یعنی چٹا گانگ میں قتل ہوا جہاں اس نے پاک فوج سے غداری کی تھی۔

The New York Times

BANGLADESH LEADER IS SHOT AND KILLED IN A COUP ATTEMPT

By Kasturi Rangan, Special To the New York Times

May 31, 1981

شیخ مجیب کا عبرتناک انجام

THE HINDUSTAN TIMES

SANJAY KILLED IN AIR CRASH

Co-pilot in 2-seater also dead

Mishap near home

THE HINDUSTAN TIMES

RAJIV ASSASSINATED

Rajiv Gandhi
By H. K. Dua

Bomb blast at meeting near Madras; 20 others killed

Appalling, say world leaders

ذوالفقار بھٹو کی نماز جنازہ جو
صرف چند ہی لوگوں نے پڑھی

مرتضیٰ بھٹو کا قتل

ASSASSINATED

SUICIDE BLAST AT RALLY KILLS BENAZIR

VIOLENT PROTESTS ACROSS PAKISTAN

بینظیر بھٹو بھی قتل ہوئیں

دوسری طرف اندرا گاندھی جو کہ سقوط ڈھاکہ کے ڈرامہ کی ماسٹر مائنڈ تھی، کا انجام بھی انتہائی عبرتناک ہوا۔ 1984ء میں اندرا کو اس کے اپنے ہی سکھ سیکورٹی گارڈ نے اس کے اپنے ہی گھر میں گولیوں سے بھون دیا۔ اندرا کے دو ہی بیٹے تھے، سنجے گاندھی اور راجیو گاندھی۔ سنجے گاندھی 1980ء میں 33 برس کی عمر میں طیارے کے حادثے میں ہلاک ہوا جبکہ راجیو گاندھی جو کہ بعد میں بھارت کا وزیراعظم بھی بنا، 1991ء میں محض 46 برس کی عمر میں تامل ٹائیگرز کے خودکش حملے میں جہنم واصل ہوا۔

جنرل یحییٰ خان کہ جس نے اس پورے کھیل میں لاپرواہی سے کام لیا، قدرت نے اسے بھی اس کی لاپرواہی کی سزا دی۔ جنرل یحییٰ آرمی سے ذلالت کے ساتھ برطرفی کے بعد نظر بند ہوگیا۔ وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو چکا تھا اور اپنے گھر کی بالکنی میں بیٹھا رہتا تھا، جہاں سڑک پر گزرتے بچے اس کے خلاف نعرے لگاتے۔ ذہنی طور پر مفلوج ہو کر طویل علالت کے بعد بستر مرگ پر فوت ہوگیا۔

تیسری طرف بھٹو جس نے مغربی پاکستان میں حکومت حاصل کرنے کے بعد ظلم و دہشت گردی کا بازار گرم کر رکھا تھا، بالآخر قتل کے ایک مقدمے میں 1979ء میں پھانسی چڑھا دیا گیا۔ برطانوی سفیر نے برسوں پہلے بھٹو کے بارے میں جو پیشن گوئی کی تھی کہ یہ شخص پھانسی چڑھنے کیلئے ہی پیدا ہوا ہے، وہ من و عن پوری ہوگئی۔

بھٹو کے مرنے کے بعد اس کے دونوں بیٹوں اور بیٹی نے الذوالفقار نامی دہشت گرد تنظیم بنا کر ایک مرتبہ پھر پاکستان کے خلاف دہشت گردی کی کارروائیاں شروع کیں۔ اس تنظیم نے نہ صرف یہ کہ پورے ملک میں دہشت گردی کی کارروائیاں کیں بلکہ پی آئی اے کا طیارہ بھی ہائی جیک کر کے افغانستان لے گئے۔ اس کے علاوہ اس وقت کے صدر جنرل ضیاء الحق پر بھی متعدد مواقع پر قاتلانہ حملے کیے۔

مرتضیٰ بھٹو کراچی میں اپنی ہی بہن کے دور حکومت میں، ایک پولیس مقابلے میں ساتھیوں سمیت مارا گیا، اور اس کے قتل کا شبہ اسکے اپنے بہنوئی آصف علی زرداری پر کیا جاتا ہے۔ مرتضیٰ کا بھائی شاہنواز بھٹو پیرس میں اپنی افغان بیوی کے ہاتھوں زہر سے مارا گیا۔ اور بھٹو کی بیٹی بینظیر بھٹو 2007ء میں راولپنڈی میں دہشت گردوں کے ہاتھوں قتل کر دی گئی۔

مرتضیٰ بھٹو کا بیٹا ذوالفقار علی بھٹو جونیئر ایک ہیجڑا اور ہم جنس پرست بن چکا ہے اور امریکہ کی سڑکوں پر ناچ ناچ کر نشان عبرت بنا ہوا ہے۔ بینظیر کا بیٹا بلاول زبردستی بھٹو کا جانشین بننے کی کوشش کر رہا ہے مگر نہ تو وہ بھٹو ہے اور نہ ہی اس کا کوئی مستقبل۔

قدرت کی جانب سے بھٹو خاندان، شیخ مجیب اور اندرا کے خاندان کی طرح نشان عبرت بنایا جا چکا ہے۔

بزرگ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی طرح ہے، جس نے بھی اسے نقصان پہنچایا، وہ خود بھی عبرت کا نشان بنایا گیا، اور اس کی نسلیں بھی تباہ کر دی جائیں گی۔

سانحہ مشرقی پاکستان کے کرداروں کا انجام اس ازلی و ابدی حقیقت کی زندہ مثال ہے۔

بنگالیوں نے صرف پاکستان سے غداری ہی نہیں کی بلکہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے بھی خیانت کی۔ بنگالیوں کا یہ گناہ کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ آج کا بنگلہ دیش عبرت کا نشان بنا ہوا ہے، لوگ کیڑے مکوڑوں کی سطح پر زندگی گزار رہے ہیں، آبادی کا ایک بڑا حصہ غربت کی لکیر سے نیچے غیر انسانی سطح پر زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ نوجوان نسل کی بڑی تعداد نشے میں ڈوبی ہوئی ہے، سرمایہ کار گدھے کی طرح ان سے کام لیتے ہیں اور بدلے میں دو وقت روٹی اور چند ٹکے دیتے ہیں۔ آج نہ بنگلہ دیش کی عالمی سطح پر کوئی عزت ہے، نہ امت مسلمہ میں کوئی مقام۔ بھارت اب کھل کر بنگلہ دیش سے دشمنی پر اترا ہوا ہے اور بنگلہ دیش میں بھارت دشمنی کے جذبات پوری شدت سے بھڑک رہے ہیں، مگر بنگالی آج بھی بھارت سے یاری اور پاکستان سے غداری کی سزا بھگت رہے ہیں۔

ایک ریٹائرڈ بنگالی پولیس آفیسر برملا اپنے پچھتاوے کا اظہار یوں کرتا ہے:

"اب ہم سمجھتے ہیں کہ ہندو بھارت نے پاکستان سے علیحدگی کیلئے ہمارا ساتھ کیوں دیا تھا۔ دہلی کبھی ہماری مدد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ تو صرف مسلم پاکستان کو توڑنا چاہتا تھا۔ اب ہم بے بس ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آبروئیں کس نے لوٹیں اور قتل و غارت کس نے کی، ان دلخراش مظالم کا ارتکاب دراصل بھارتی فوج نے کیا تھا جو پاکستان آرمی کی وردی پہنے ہوئے تھے۔"

"

شیخ مجیب خود اپنی سوانح عمری میں لکھتا ہے:

"ہم بنگالی مسلمانوں کے دو رخ ہیں، ایک ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں دوسرا یہ کہ ہم بنگالی ہیں۔ ہماری تاریخ میں حسد اور خیانت کے واقعات اکثر پائے جاتے ہیں۔ یقیناً حسد کیلئے دنیا میں کسی بھی زبان میں بنگالی لفظ کے مساوی کوئی لفظ نہیں ہے۔ صرف بنگالی ہی ایسے لوگ ہیں جو کسی دوسرے کی خوشحالی پر غم کا شکار ہو جاتے ہیں، وہ اپنے بھائیوں کو اچھی زندگی بسر کرتا دیکھ کر کبھی خوش نہیں ہو سکتے"

اس کھیل کا مرکزی کردار ذوالفقار علی بھٹو تھا۔ خود مجیب بھٹو کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ کی وجہ سے ہی میں بنگلہ دیش الگ کر پایا۔ فروری 1974ء میں لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس کے دوران، کہ جس میں مجیب بھی مدعو تھا، شفقت کاکا خیل کہ جو اس کانفرنس میں مترجم کے فرائض سرانجام دے رہے تھے، بھٹو اور مجیب کی ہونیوالی گفتگو یوں بیان کرتے ہیں:

بھٹو نے مجیب سے کہا: ''مجیب اب تو تم بنگلہ بدھو بن گئے ہو۔ بہت بڑے لیڈر بن گئے ہو۔''

مجیب نے جواب دیا: ''نہیں حضور، یہ سب تو آپ کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے۔''

بھٹو نے پھر طنزاً کہا: ''تم بہت بے بس اور لاچار لیڈر رہو، اندرا گاندھی کی اجازت کے بغیر تم کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے''۔

مجیب نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا: ''حضور! یوں میری توہین تو نہ کریں نا''۔

یہ پاکستان اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ یہ ملک قیامت تک رہنے کیلئے بنا ہے۔ یہ پاک سرزمین اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی امانت ہے، جس کسی نے بھی اس کے ساتھ خیانت کی، اس کا انجام عبرتناک ہوا۔ اس پاکستان کو چوٹ تو لگ سکتی ہے، مگر جو تقدیر اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے اس مدینہ ثانی کے نصیب میں لکھ دی ہے وہ تبدیل نہیں ہوسکتی۔ اس پاکستان نے اب پھیلنا ہے، غزوۂ ہند بھی ہونا ہے اور آنے والے وقتوں میں اسی قوم وملک سے وہ وعدہ بھی کیا گیا ہے کہ جس کی بشارت ہے کہ:

''لیا جائے گا تجھ سے کام، دنیا کی امامت کا''

پاکستان ان شاء اللہ قائم رہے گا، صرف لوگ خوش نصیب اور بدنصیب ہونگے۔ پاکستان کے حکمرانوں کو یہ بات بہت اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے۔ بھٹو اور مجیب بدنصیب تھے کہ انہیں یہ بات سمجھ نہ آئی۔

ختم شد
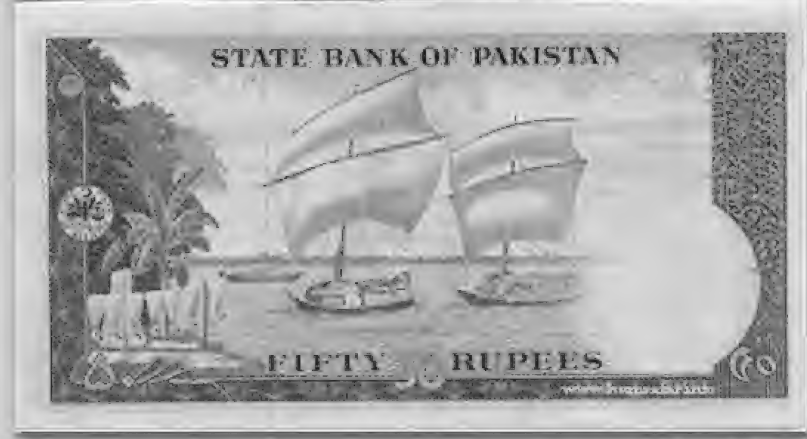
متحدہ پاکستان کا کرنسی نوٹ اور ڈاک ٹکٹ

شیخ مجیب الرحمٰن

بھارت میں قائم مکتی باہنی کا ایک ٹریننگ کیمپ

Associated Press

BEFORE OUTBURST: Sheik Mujibur Rahman on March 7 in Dacca. Flag is that of rebellious group he leads.

The New York Times

PAKISTAN'S PRESIDENT, Agha Mohammad Yahya Khan, at a news session in his Islamabad home some time ago.

LEADER OF REBELS IN EAST PAKISTAN REPORTED SEIZED

Sheik Mujib Arrested After a Broadcast Proclaiming Region's Independence

DACCA CURFEW EASED

Troops Said to Be Gaining in Fighting in Cities—Heavy Losses Seen

By The Associated Press

NEW DELHI, Saturday, March 27—The Pakistan radio announced today that Sheik Mujibur Rahman, the nationalist leader of East Pakistan, had been arrested only hours after he had proclaimed his region independent and after open rebellion was reported in several cities in the East.

In a broadcast monitored here, the radio, quoting what it described as an official statement made in Dacca, said that Sheik Mujib was arrested early this morning at his home in Dacca.

شیخ مجیب کے اعلان بغاوت کے بعد یحییٰ خان نے اس کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا

سقوط ڈھاکہ کے بعد محب وطن پاکستانیوں کا بھارتی فوج اور مکتی باہنی کے ہاتھوں سفاکانہ قتل عام

1971ء کی جنگ میں مشرقی محاذ پر موجود بے سروسامان پاک فوج

مکتی باہنی کے ظلم سے تنگ ایک محب وطن پاکستانی باپ اور بیٹا ہجرت کرتے ہوئے

بھارتی افواج اور مکتی باہنی ایک ساتھ

مکتی باہنی کی طرف سے محب وطن بہاریوں کو اذیت دینے کا ایک انداز ۔۔۔ ہزاروں کو قتل بھی کر دیا گیا

آج کا بنگلہ دیش۔۔۔غربت کی ایک عبرتناک تصویر
بے گھر بنگالی پائپوں میں رہنے پر مجبور

ڈھاکہ میں ایک ریل گاڑی کی صورتحال

THE EXPRESS
TRIBUNE
THE EXPRESS TRIBUNE > WORLD
Punish those who still love Pakistan: Bangladesh PM Sheikh Hasina
By News Desk Published: March 26, 2018
غدار ابن غدار

"

''1971ء کی جنگ کا نتیجہ پاکستان کیلئے خواہ کتنا ہی اندوہناک رہا ہو، ایک بات تو واضح ہے کہ پاکستان کی مشرقی کمانڈ نے جنگ شروع نہیں کی اور نہ ہی وہ سیاسی وسفارتی عمل کی ناکامی کے ذمہ دار تھے۔ سیاستدانوں کے مکروفریب کے باعث ملکی ماحول میں پھیلی ہوئی سیاسی غلاظت کو صاف کرنے کیلئے بھیجے گئے پاک فوج کے جوانوں کی، اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کے دوبدو کارکردگی حیرت انگیز طور پر بہت ہی شاندار رہی۔ لہذا یہ بات نہایت ہی افسوسناک ہے کہ وطن واپسی پر پاکستانی قوم نے پاک فوج کے ان جوانوں کو وہ عزت نہ دی کہ جس کے وہ حقدار تھے۔۔۔

1971ء کی جنگ کے اسباب اور واقعات کی تحقیق کیلئے جو کمیشن (حمودالرحمٰن کمیشن) قائم ہوا اس کے طریقہء کار اور پھر اس کی رپورٹ میں بھی بے شمار نقائص اور خلاء تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی سطح پر اس رپورٹ کی کوئی مستند حیثیت نہیں ہے۔۔۔

1971ء میں دراصل ہوا کیا تھا، اس سب کو سمجھنے اور قبول کرنے میں پاکستان کو ابھی کافی وقت لگے گا۔ مگر یہ تو واضح ہے کہ جنم لینے والے سوالوں کے جوابات صرف پاک فوج پر توہین آمیز الزامات لگانے سے نہیں ملیں گے۔ پاک فوج نے عسکری طاقت کے بے پناہ عدم توازن کے باوجود، دی گئی قومی پالیسی کے دفاع میں اپنا کردار انتہائی خوبی سے ادا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس فوج کی عزت وتوقیر نہ کرکے پاکستانی قوم خود اپنے آپ کو بے عزت کرتی ہے۔''

شرمیلا بوس کی کتاب Dead Reckoning سے ایک اقتباس

سقوط ڈھاکہ کے موضوع پر مزید مطالعہ کیلئے مفید کتب
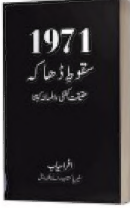
سقوط ڈھاکہ 1971، حقیقت کتنی، افسانہ کتنا

از میاں افراسیاب مہدی ہاشمی قریشی

میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا

از بریگیڈیئر صدیق سالک

Dead Reckoning

by: Sharmila Bose

East Pakistan- 1971
Distortion and Lies

by: Col Nazir Ahmed
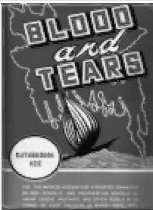
Blood and Tears

by: Qutub ud Din Aziz

East Pakistan to Bangladesh

by: Brig Saad ullah Khan